UNIVERSAL
LIBRARY
OU_224686
UNIVERSAL
LIBRARY

(جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں بلا اجازت طبع نہ ہو)

خلق الانسان علمہ البیان

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب

# البلاغت

یعنی

OSMANIA UNIVERSITY
COLLEGE LIBRARY

## (علم بیان - علم بدیع - علم عروض)

جسمیں خاکسار حبیب اللہ منشی فاضل مہتمم مصری کتب خانہ کشمیری بازار لاہور (مؤلف) نے
بغرض سہولت [illegible] داران امتحان منشی فاضل و مولوی فاضل و مولوی عالم وغیرہ مسائل
تشبیہ و استعارہ و مجاز و کنایہ و صنائع بدیع لفظی و معنوی و عروض و قافیہ حدائق البلاغت
وغیرہ [illegible] بمعہ امثلہ فارسی و عربی ضروری توضیح کے ساتھ اردو میں لکھے
[illegible] اضافہ نقشہ جات تشبیہ و استعارہ بار دوم سنہ ۱۹۲۹ء

گلزار محمدی سٹیم پریس لاہور [illegible] کے اہتمام سے چھپی

جملہ حقوق طبع محفوظ ہیں

بار دوم بمعہ اضافہ نقشہ جات تشبیہ و استعارہ

قیمت ۸/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ وَاصْطَفٰی مِنَ النُّطْقَۃِ بِمُحْکَمِ التِّبْیَانِ وَاَنْزَلَ عَلَیْہِ الْفُرْقَانَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ ذَوِی الْبَلَاغَۃِ وَالْعِرْفَانِ وَاَصْحَابِہِ الْمُتَّصِفِیْنَ بِقُوَّۃِ الْجَنَانِ

امّا بعد اَفقر العباد حبیب اللہ طالبانِ علمِ بلاغت کی خدمت میں اپنی ناچیز سعی کا ثمرہ پیش کرتا ہے ع گر قبول افتد زہے عزّ و شرف۔

# علمِ بیان

علمِ بیان ایسے چند اُصول اور قواعد سے مراد ہے کہ جب اُنہیں ذہن میں مستحضر کرلیں تو ایک معنی کو کئی طریق پر ادا کر سکیں ایسی طرح کہ بعض اُن طریق میں سے دلالت میں واضح اور بعض واضح تر ہوں۔ اور دلالت تین قسم ہے۔ وضعی۔ تضمنی۔ التزامی۔

۱۔ وضعی۔ دلالت لفظ کی اوپر تمام معنے موضوع لہٗ کے۔ جیسی دلالت انسان کی "حیوان ناطق" پر۔

۲۔ تضمنی۔ دلالت لفظ کی جزو معنی موضوع لہٗ پر۔ جیسی دلالت انسان کی صرف حیوان پر۔

۳۔ التزامی۔ دلالت لفظ کی اوپر ایسے معنی کے جو حقیقت موضوع لہٗ سے خارج ہو مگر اُسکے لئے لازم ہو جیسی دلالت انسان کی ضاحک (ہنسنے والے) پر ÷ (دلالت وضعی کو مطابقہ اور دوسری دونوں کو عقلیہ بھی کہتے ہیں)۔

ایک لفظ کو کئی طریق پر بیان کرنا دلالت وضعی میں ممکن نہیں کیونکہ اس میں دلالت لفظ کی موضوع لہٗ کے تمام معنی پر ہوگی جیسی لفظ اسد یا حارث یا غضنفر کی دلالت شیر پر۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ان میں سے کسی لفظ میں شیر کے معنے واضح ہوں اور کسی میں واضح تر۔ البتہ دلالت تضمنی اور التزامی میں ممکن ہے۔ مثلاً دراز قد کو کہا جائے طویل النجاد (پرتلہ) یا مہمان نواز کو کثیر الرماد (راکھ) ۔ (پرتلہ کا لمبا ہونا پہننے والے کے دراز قد ہونے پر دلالت کرتا ہے اور کثرتِ راکھ کی مہمان نوازی پر)

مرجع علمِ بیان "اعتبار کرنا ملازمات کا معانی پر"۔ پھر اگر قرینہ عدم ارادہ معنی موضوع لہٗ پر دلالت کرے تو

اُسکو مجاز اور اگر معنے موضوع لہ بھی جائز ہوں تو اُسکو کنایہ کہتے ہیں۔ یعنی مجاز میں تو ارادہ لازم کا ساتھ عدم ارادہ ملزوم کے شرط ہے اور کنایہ میں دونوں جائز ہیں اسلئے مجاز بجائے جزو کے ہوا اور کنایہ بجائے کُل کے مجاز میں معنی حقیقی اور مجازی کے درمیان علاقہ کا ہونا ضروری ہے۔ پس اگر علاقہ تشبیہ کا ہو تو اسکو استعارہ۔ اور تشبیہ کے علاوہ کوئی اور علاقہ ہو تو اُسکو مجاز مرسل کہینگے۔

پس مدار علمِ بیان کا چار اُصول پر ہوا۔ یعنی تشبیہ۔ استعارہ۔ مجاز مرسل۔ کنایہ۔

## تشبیہ

تشبیہ لغت میں دو چیزوں کے ایک معنی میں مشترک ہونے کو کہتے ہیں۔ ان دو مشترک چیزوں کو مُشبّہ اور مُشبّہ بہ کہتے ہیں اور معنی مشترکہ کو وجہ شبہ۔ نیز تشبیہ میں غرض تشبیہ بھی ہوتی ہے اور آدات (حروف تشبیہ بھی۔ جیسے چوں مثل وغیرہ۔ لہذا بیان تشبیہ میں پانچ چیزوں کا ذکر کیا جائیگا۔ یعنی مُشبّہ۔ مُشبّہ بہ۔ وجہ شبہ۔ غرض تشبیہ۔ آدات تشبیہ۔

۱۔ مُشبّہ و مُشبّہ بہ۔ دونوں یا تو مدرک بعقل ہوں گے یا مدرک بحواس خمسہ۔[۱]

امثلہ مُشبّہ و مُشبّہ بہ مدرک بحواس خمسہ (مبصرات) ؎ عذارے چو گُل خاطر افروز دید ٭ فروزندہ چوں شمع نوروز دید

(مسموعات) ؎ گاہ چوں حال عاشقاں صبح کند نلو نے ٭ گاہ چوں حلی دلبراں مرغ کند نواگری ٭

(مشمومات) ؎ زاں مئی گلگوں کہ بیاسوختہ پرورد ٭ بوئے گل مشک بید خام سر آمد ٭

(مذوقات) ؎ شرابے داشت ساقی دوش در جام ٭ کہ بر دے لذت تسنیم از کام ٭

(ملموسات) ؎ برچوں پرند لیک دلش گونہ پلاس ٭ من بر پلاس صبر کنم از پرند او ٭

حسیات میں ایک قسم "تشبیہ خیالی" بھی ہے جسکا خارج میں کوئی وجود نہیں ہوتا۔ صرف خیال اُسکو فراہم کرتا ہے۔ اسکو بھی تشبیہ حسی ہی کہتے ہیں۔ یعنی تشبیہ حسی کی ایک قسم ہے۔ مثلاً (عنصری) ؎

صبح را بنگر پس پروین ہماں ماند درست ٭ کز پس سیمیں تدروے بستدیں عنقا ستے

[۱] مبصرات۔ مدرک بقوت باصرہ۔ مسموعات۔ مدرک بقوت سامعہ۔ مشمومات مدرک بقوت شامہ۔ مذوقات۔ مدرک بقوت ذائقہ۔ ملموسات۔ مدرک بقوت لامسہ ۱۲

پس یہ ظاہر ہے کہ صبح چکور نہیں ہوسکتی نہ صبح کی سُرخی مونگا (مرجان) بن سکتی ہے۔ صرف خیال نے ہی ان چیزوں کو فراہم کیا ہے۔ لہذا یہ تشبیہ خیالی ہوئی۔

**امثلہ مُشبّہ و مُشبّہ بہ مدرک بالعقل** سے مُردگی جہل و زندگی دین است ؎ ہرچہ گفتند مغز آں این است ؎

اسمیں مردگی اور زندگی مُشبّہ بہ ہیں اور جہل و دین بالترتیب مُشبّہ ہیں۔ اور یہ سب مدرک بالعقل ہیں۔

اگر مُشبّہ بہ وجدان سے تعلق رکھتے ہوں تو اُسے بھی تشبیہ عقلی کہینگے۔ جیسے الم عشق لذت دگر است ؎ رنج مشتاق راحت دگر است ؎ اور جسے وہم پیش کرے اُسے بھی تشبیہ عقلی کہتے ہیں۔

**تشبیہ وہمی اور خیالی** میں یہ فرق ہے کہ خیال حس مشترک سے اقتباس کرتا ہے اور قوت متخیلہ اسکا کسوت صور پہناتی ہے۔ اور وہم حس مشترک سے اقتباس نہیں کرتا بلکہ وہ خود خلاق ہے۔ یعنی اشیاء نادیدہ کو کسوت صُور پہناتا ہے۔ اور اجزا دونوں (خیال و وہم) کے محسوسات سے ہیں کہ خیال نے بواسطہ حس مشترک اسکا اقتباس کیا اور قوت متخیلہ نے اسے پیش کیا۔ پس وہم تو چیز غائب پر حاکم ہے اور خیال مدرکات حسی سے تجاوز نہیں کرتا۔ اور غول یا ہلاک کا تصور کرنا وہم کا کام ہے اور تندرو یا اژدہیں عنقا خیال کا۔ مثال وہمی سے برو کے گل نہ شبنم ساختہ ہا ؎ گسستہ چرخ تسبیح ملک را ؎

اور ممکن ہے کہ مُشبّہ و مُشبّہ بہ میں سے ایک حسی ہو اور ایک عقلی جیسے سے ؎ چوں حاصل نکوکاراں ؎ سلف بجنو یا نامۂ گنہگاراں ؎ یا سے عمر پے ہمت نہ سر جادۂ سیل پل شکن ؎ کوش کہ تا سید بیل از سر رشتہ بگذری ؎ شعر اول میں رنگ اور زلف مُشبّہ حسی اور حاصل نکوکاراں و نامۂ گنہگاراں بالترتیب مُشبّہ بہ عقلی ہیں۔ اور دوسرے شعر میں مُشبّہ عقلی اور مُشبّہ بہ حسی۔

**الغرض** تشبیہ میں مُشبّہ اور مُشبّہ بہ چار طرح پر آتے ہیں (۱) دونوں حسی (۲) دونوں عقلی (۳) مُشبّہ حسی اور مُشبّہ بہ عقلی (۴) مُشبّہ عقلی اور مُشبّہ بہ حسی۔

۴۔ پانچ لوازمات تشبیہ میں سے (۳) وجہ شبہ ہے کہ جسمیں مُشبّہ اور مُشبّہ بہ مشترک ہوں۔ یہ اشتراک یا تو حقیقت میں ہوگا اور صفت میں افتراق ہوگا یا اسکے برعکس صفت میں اشتراک۔ مثلاً دو بدن ایک سیاہ ایک سفید یہ وصفت مستند بحس ہوگی یا بعقل یا صفت اعتباری یا طلوع فیہ یا دور از طمع یا منفعت ساعد کی چیز کے جو محض وہمی اور تصدیری ہو۔ یہ مرجع صفت کا ایک چیز ہوگی یا کئی چیزیں اور ایسے ہی حقائق یا تشبیہ

یا اجزائے مختلفہ سے مرکب۔ لہٰذا وجہ شبہ انواع مذکورہ کے لحاظ سے متنوع ہوگی۔ مثلاً:
وجہ شبہ واحد یا متعدد۔ پھر متعدد در حکم واحد میں یا اُس سے خارج۔ پھر وجہ شبہ واحد حسّی یا عقلی۔ حسّی میں ضروری ہے کہ مشبہ و مشبہ بہ دونوں حسّی ہوں کیونکہ حس ادراکِ معقولات سے عاجز ہے۔ اور وجہ شبہ عقلی میں (مشبہ و مشبہ بہ) دونوں کا عقلی ہونا ضروری نہیں۔ کیونکہ عقل محسوسات کا بھی ادراک کر سکتی ہے اسی لئے علماء نے کہا ہے التشبیہ بالوجہ العقلی اعم من التشبیہ بالوجہ الحسّی (تشبیہ با وجہ عقلی کے عام ہے بنسبت تشبیہ وجہ حسّی)

وجہ شبہ واحد حسّی جیسے رخسار کی تشبیہ گُل کے ساتھ سرخی میں۔ وجہ شبہ واحد عقلی جیسے تشبیہ مرد بہادر کی شیر سے جرأت میں۔ وجہ شبہ متعدد در حکم واحد (اسکو وجہ شبہ مرکب بھی کہتے ہیں) اور وہ ایک ہیئت معین چند چیزوں سے مرکب ہے۔ اور یہ بھی یا حسّی ہوگی یا عقلی۔ پھر حسّی کئی قسم ہے۔

۱۔ مشبہ و مشبہ بہ مفرد اور وجہ شبہ مرکب حسّی جیسے تشبیہ اخگر بچشم خروس۔ استدارت، حمرت و مقدار وغیرہ میں۔
۲۔ مشبہ، مشبہ بہ و وجہ شبہ ہر سہ مرکب حسّی ہوں۔ جیسے ؎ بر از ہا بہ کلیچگان ماند بزگی و آنگاں ؛ مانند دمی بچگاں پستان بغو انداختہ ؛
۳۔ مشبہ مفرد حسّی اور مشبہ بہ اور وجہ شبہ مرکب حسّی جیسے ؎ زلفین تو قیرے است برانگیختہ از عاج ؛
رخسار تو شیرے است برآمیختہ با مُل۔
۴۔ مشبہ بہ مفرد اور مشبہ و وجہ شبہ مرکب جیسے ؎ چوں ریم آہن بہ زخم آہن ؛ صد تشبیہ کنند چشم دشمن ؛

وجہ شبہ مرکب عقلی جیسے ؎ در جہانی و از جہاں بیشی ؛ ہمچو معنے کہ در بیاں باشد ؛ (واضح ہو کہ اگر وجہ شبہ ہیئت مرکب ہو چند چیزوں سے (وہ حسّی ہوں یا عقلی) اگر ان میں سے کسی چیز کو حذف کریں تو تشبیہ میں غلطی واقع ہوگی)

وجہ شبہ غیر واحد (جسے متعدد بھی کہتے ہیں) وہ ہے کہ چند چیزوں کو وجہ شبہ بنائیں کہ ہر ایک اُن میں کی بذاتِ خود مستقل ہو۔ بخلاف مرکب کے کہ اس سے ایک ہیئت مجموعی مراد ہوتی ہے۔ وجہ شبہ متعدد تین قسم ہے۔
۱۔ سب اشیاء حسّی ہوں۔ جیسے ؎ اَیْنَ اَیْنَ الْکُؤُوْسُ وَالْاَقْدَاحُ ؛ اَیْنَ اَیْنَ الشُّمُوْسُ وَالْاَقْمَارُ ؛
۲۔ وہ کہ تمام عقلی ہوں۔ جیسے تشبیہ بعض مرغوں کی کلاغ سے تیزیٔ نظر و کمال حذر وغیرہ میں۔
۳۔ وہ کہ بعض اشیاء حسّی اور بعض عقلی ہوں جیسے ؎ گہ خوردن مَی چوں خونِ بدخواہ ؛ گہ تکیہ زدن بر مسندِ شاہ ؛
اور کبھی وجہ شبہ کو نفس تضاد سے انتزاع کرتے ہیں اسطرح کہ دو متضاد چیزوں کو باہم تشبیہ دیکر معنی مشترک کو

وجہ شبہ ٹھہرا لیتے ہیں اور ضدیت کو بمنزلہ تناسب کے سمجھتے ہیں۔ اور ایسی تشبیہ سے خوش طبعی وظرافت مراد ہوتی ہے۔ جیسے کسی سست اور کمزور آدمی کو کہا جائے شیر۔ اور بخیل کو کہا جائے حاتم۔ ( واضح ہو کہ حق وجہ شبہ کا یہ ہے جو دونوں طرف کو شامل ہو یعنے مشبہ اور مشبہ بہ کو۔ اگر دونوں طرف کو شامل نہ ہوئی تو تشبیہ فاسد ہوگی )

**۳** (پانچ لوازمات تشبیہ میں سے ) **غرض تشبیہ ہے**۔ جو اکثر مشبہ کی طرف راجع ہوتی ہے اور وہ کئی قسم پر ہے

۱۔ غرض تشبیہ سے بیان امکان مشبہ کا ہو جہاں اس کا نہ ہونا بھی ممکن ہو سے فان تفق الانام وانت منہم فان المسک بعض دم الغزال ؎ سے گر از خلق آمد و بر خلق شاہ است ؎ عجب مشمر گل از جنس گیاہ است

۲۔ غرض تشبیہ سے بیان حال مشبہ کا جیسے سے تن از وداع رفیقاں چو دیگ بر آتش ؎ دل از غریو عزیزاں چو مرغ در قفس

۳۔ غرض تشبیہ سے بیان مقدار حال مشبہ کا جیسے سے مانند پنبہ دانہ کہ در پنبہ تعبیہ است ؎ اجرام کوہہا ست نہاں در میان برف

۴۔ غرض تشبیہ سے حال اور شان مشبہ کا سامع کے خاطر نشین کرنا جیسے سے ہر طرف برابر است کر ب ؎ ہر کمیں را مقابل است بسا

۵۔ زینت و بنانت کا نظر سامع میں۔ جیسے سے ببیں وقت سخن گفتن لب شیرین و دندانش ؎ کہ گوئی در عمان است در لعل بدخشانش ؎

۶۔ مذمت اور تقبیح مشبہ کی نظر سامع میں جیسے سے چوں کمیز شتر زبانہ بیساں ؎ رنجہ دارند ہجو خرمگساں ؎

۷۔ نازکی مشبہ وندرت حضور او در ذہن۔ اور استطراف بھی اسی کو کہتے ہیں جیسے سے آتش سیال دیدستی در آب منجمد ورنہ دیدستی بخواہ از ساقیا لنش ساغرے ؎ ۔ **واضح** ہو کہ استطراف تشبیہ میں دو قسم پر ہوتا ہے۔ اوّل یہ کہ مشبہ بہ فی نفسہ ذہن میں نادر الحضور نہ ہو جیسے آتش سیال در آب منجمد والے شعر میں ہے۔ دوم یہ کہ حضور مشبہ بہ کا در حالت حضور مشبہ کے ساتھ ندرت کے ہوگا۔ یعنی ذہن تصور مشبہ کے وقت اسکی طرف کمتر انتقال کرے گا۔

(الف) اور جہاں غرض تشبیہ سے تزئین یا تقبیح یا استطراف مشبہ کا ہو گا وہاں واجب ہے کہ مشبہ بہ وجہ شبہ میں معروف تر اور تمام تر ہو۔

(ب) اور جہاں غرض تشبیہ سے بیان مقدار حال مشبہ کا ہو چاہیے کہ دونوں معرفت میں مساوی ہوں۔

(ج) اور جہاں غرض تشبیہ سے بیان امکان مشبہ کا ہو چاہیے کہ مشبہ بہ امکانیت میں مسلم اور معروف ہو۔

(د) اور استطراف میں شرط ہے کہ مشبہ بہ ذہن میں نادر الحضور ہو۔

**غرض تشبیہ** کبھی مشبہ بہ کی طرف بھی راجع ہوتی ہے اور وہ دو قسم پر ہے۔ اوّل۔ وجہ شبہ میں جو اقص ہو

اُسے مشبہ بہ بنالیں اور مقصود اس سے اسکی اکملیت ہو جیسے ؎ بَدَا الصَّبَاحُ کَاَنَّ غُرَّتَہٗ ؛ وَجْہُ الْخَلِیْفَۃِ حِیْنَ یُمْتَدَحُ دوم جسکی شان کے ساتھ اہتمام رکھتے ہوں اُسکو مشبہ بہ بنالیں اور غرض تشبیہ سے یہاں بیان اہتمام کا ہو ساتھ شان مشبہ بہ کے۔ جیسے ؎ گدا از بسکہ دید قحط احسان ؛ ہلال عید را داند لب نان ؛

یاد رکھنا چاہئے کہ تشبیہ اُس جگہ ٹھیک ہوتی ہے کہ مشبہ بہ وجہ شبہ میں مشبہ سے کامل تر اور قوی تر ہو کیونکہ جہاں دونوں برابر ہوں اُسے تشابہ کہنا چاہئے نہ کہ تشبیہ اور تشابہ میں عکس صحیح ہوتا ہے یعنی مشبہ کو مشبہ بہ اور مشبہ بہ کو مشبہ بنالینا۔

## تقسیم تشبیہ باعتبار مشبہ و مشبہ بہ

۱۔ ہر دو مفرد غیر مقید۔ جیسے رخسار کی تشبیہ پھول کے ساتھ۔ اور بہادر آدمی کی تشبیہ شیر کے ساتھ اور علم کی نور کے ساتھ۔

۲۔ ہر دو مفرد و مقید ہوں جیسے لفظ "سعی بے فائدہ" کی تشبیہ "نقش بر آب" کے ساتھ۔

۳۔ ایک مفرد مقید اور ایک مفرد غیر مقید جیسے ؎ رخسارہ چو گلستانِ خنداں ؛ زلفین چو زنگیانِ لاعب ؛

۴۔ ہر دو مرکب جیسے ؎ دیدہ باشی عکس خورشید آتش انگیز از بلور ؛ از بلوریں جام عکس مے ہماں انگیختہ ؛

۵۔ ایک مفرد اور ایک مرکب ہو جیسے ؎ بلبلہ چوں کبک خوں گرفتہ بمنقار ؛ کز دہنش نالۂ حمام بر آید ؛

۶۔ ہر دو متعدد۔ اور تشبیہ کی یہ قسم دو طرح پر ہوگی۔ ملفوف اور مفروق۔

(الف) ملفوف یہ کہ پہلے چند مشبہ کا ذکر کریں بعدہٗ چند مشبہ بہ کا بطور لف و نشر مرتب کے۔ جیسے ؎

"تا فتنہ زلف و شگفتہ رخ زیبا قد او ؛ مشک سارا و گل سوری و سرو چمن است ؛" (مصرع اول و دوم میں نو بالترتیب کو ہیں)

(ب) مفروق یہ کہ اول ایک مشبہ اور ایک مشبہ بہ کو ذکر کریں۔ علیٰ ہذا القیاس پھر اُسکے مقابل ایک اور کا۔ جیسے رباعی

رویت دریائے حسن و لعلت مرجان ؛ زلفت عنبر صدف دہن دُر دنداں ؛ ابرو کشتی و چین پیشانی موج ؛ گرداب بلا غبغب و چشمت طوفان ؛

۷۔ ایک واحد اور ایک متعدد۔ پھر اگر مشبہ واحد اور مشبہ بہ متعدد ہو تو تشبیہ جمع کہلائیگی جیسے ؎ عارض است این یا قمر یا لالۂ حمرا ست ایں ؛ یا شعاع شمس یا آئینۂ دلہا ست ایں ؛ اور اگر مشبہ جمع اور مشبہ بہ واحد ہو تو اسکو تشبیہ تسویہ کہینگے جیسے ؎ صدغ الحبیب وحالی ؛ کلاہما کاللیالی ؛

## تقسیم تشبیہ باعتبار وجہ شبہ

۱۔ تشبیہ تمثیل کہ جسمیں وجہ شبہ چند چیز سے منتزع ہو۔ شیخ عبد القاہر جرجانی اسرار البلاغۃ میں لکھتے ہیں التمثیل التشبیہ المنتزع من امور و اذا لم یکن

التشبیہ عقلیاً یقال انہ یتضمن التشبیہ ولا یقال ان فیہ تمثیلاً وضرب مثلا واذا کان عقلیاً جاز اطلاق اسم التمثیل علیہ۔ یہاں پر معلوم ہوا کہ جس تشبیہ میں وجہ شبہ مرکب حسّی ہو اسکو تشبیہ تمثیل نہ کہنا چاہیئے۔ کیونکہ تشبیہ تمثیل وہ ہے جسمیں وجہ شبہ مرکب عقلی ہو جیسے سہ نظر کردم زروئے تجربت ہست ؛ خوشیہائے جہاں چون خارش دست ؛ اس میں وجہ شبہ وہ کام ہے جو ابتدا میں عمدہ اور انجام میں خراب ہو۔ مثل خارش ہاتھ کی۔ اور مطوّل میں ہے کہ تمثیل وہ تشبیہ ہے کہ جسمیں وجہ شبہ چند چیز سے منتزع ہو۔ وہ چیزیں حسّی ہوں خواہ عقلی۔

۲۔ **تشبیہ غیر تمثیل**۔ وہ ہے جسمیں وجہ شبہ واحد یا متعدد ہو۔ نہ کہ مرکب ہو چند چیز سے۔ (مثالیں وجہ شبہ کے ذکر میں گذر چکیں وہاں سے دیکھنی چاہئیں)۔

۳۔ **تشبیہ مجمل** جسمیں وجہ شبہ مذکور نہ ہو۔ اور وہ کئی قسم ہے (الف) وجہ شبہ غیر مذکور جو بادی الرائی میں ہر کسی پر عیاں ہو جیسے تشبیہ بہادر آدمی کی شیر سے (اس میں وجہ شبہ جرأت صاف ظاہر ہے) (ب) وجہ شبہ ایسی خفی ہو کہ سوائے خواص کے معلوم نہ ہو سکے جیسے ہم کالحلقۃ المفرغۃ لا یدری این طرفاھا یعنی وہ چند اشخاص آپسمیں ایسے متناسب الشرف ہیں جنمیں یہ تعیّن مشکل ہے کہ ان میں فاضل کون ہے۔ اور افضل کون ہے۔
(ج) مشبہ و مشبہ بہ میں سے کسیکا وصف اسمیں مذکور نہ ہو جیسے سہ از عارض و روی و زلف داری ؛ طاؤس بہشت و باہم
اس مقام پر مراد ایما، وجہ شبہ کا نہیں رکھا گیا۔ (د) صرف تنہا وصف مشبہ کو ذکر کریں۔ جیسے سہ خنجر بینش چو سرخ آید بخون ؛ حصرم می رانشاں بینی بہم (ہ) وصف مشبہ بہ کو تنہا ذکر کریں۔ جیسے سہ فانک شمس والملوک کواکب ؛ اذا طلعت لم یبد منہن کوکب (و) مشبہ اور مشبہ بہ دونوں کا وصف ذکر کریں۔ جیسے سہ چاکرانت بگہہ رزم چو خیاطا شد ؛ گرچہ خیاطا نیند اے ملک کشورگیر ؛ گز نیزہ قد خصم تو می پیمایند ؛ کہ بہر آنکہ بشمشیر ببرد و زند بہ تیر ہا

۴۔ **تشبیہ مفصل** جسمیں وجہ شبہ یا مستلزم وجہ شبہ کا ذکر کریں۔ مثال اول جیسے سہ لعل و خرد ز لعل تو چون اشترہ بادہ ؛ لرزد دلم ز چشم تو چون از خمار دست ؛ مثال دوم الکلام الفصیح کالعسل فی الحلاوۃ (اسمیں وجہ شبہ مثل طلاوت ہے)۔

۵۔ **تشبیہ قریب مبتذل**۔ اور سبب ابتذال کے کئی ہیں (الف) وجہ شبہ واحد ہو جیسے تشبیہ زنگی کی زغال سے سیاہی میں اور تشبیہ عسل کی برف سے سفیدی میں (ب) مشبہ بہ مشبہ کے ساتھ نسبت قریبی رکھتا ہو مثل تشبیہ کنار کے ساتھ سیب کے (ج) یا مشبہ بہ اکثر ذہن میں حاضر ہو مثل زلف کی نسبت سے یا خوبروی کی آفتاب سے (د) ایسے ہی تشبیہ

قریب کہ وجہ شبہ اسمیں اجمالی یا تفصیلی کچھ تھوڑی مناسبت رکھتا ہو جیسے آئینہ کو آفتاب سے روشنی یا گولائی میں تشبیہ دیں
۲۔ **بعید غریب** ۔ اور اسباب بُعد و غرابت کے بھی کئی ہیں (الف) وجہ شبہ متعدد ہو یا مرکب چند چیزوں سے ہو (جیسے بعض امثلہ اپنے محل پر انکا ذکر ہو چکا ہے) (ب) مشبہ بہ کو مشبہ سے نسبت بعیدہ ہو جیسے ؎ زابر سیاہ و قطرہ سپید ...
طوطی ہمی پدید شد از بیضۂ غراب ٭ (ج) مشبہ بہ ذہن میں نادر ہو بسبب وہمیات اور خیالات میں سے ہونیکے مثل انیاب اغوال یا اعلام یاقوت (د) وجہ شبہ مرکب عقلی ہو ۔ اور وجہ شبہ جسقدر زیادہ اشیاء سے مرکب ہوگی اتنی ہی تشبیہ بعید تر اور غریب تر ہوگی ۔ وہ اشیا خواہ وہمی ہوں خواہ خیالی اور عقلی ۔ اور تشبیہ بلیغ وہی ہوگی جو بعید اور غریب ہو بخلاف غریب اور مبتذل کے ۔ کیونکہ جو چیز بعد طلب کے حاصل ہوتی ہے وہ زیادہ لذیذ بھی ہوتی ہے ۔ پیاسے کی طرح کہ وہ سرد پانی سے زیادہ لذت پاتا ہے ۔ (ہ) اور کبھی تشبیہ مبتذل بھی بباعث تصرف کے خاص غرابت پیدا کرتی ہے ۔ جیسے ؎ اے اگر راز سرو بود قامتش ٭ سرو اگر سرو راز ماہ بود ...

## تقسیم تشبیہ باعتبار غرض تشبیہ

اور وہ دو قسم پر ہے ۔ مقبول و مردود ۔
۱۔ **مقبول** ۔ جو فائدہ غرض میں پوری ہو ۔ مشبہ بہ وجہ شبہ میں مشہور تر اور تمام تر اور مسلّم الحکم ہو ۔ اور بیان امکان میں نزدیک مخاطب کے معروف تر ہو ۔
۲۔ اور تشبیہ **مردود** وہ ہے جو امور مذکورہ میں ناقص اور ضعیف ہو ۔

## تقسیم تشبیہ باعتبار آدات

وہ دو قسم پر ہے ۔ مؤکد اور مرسل ۔
۱۔ **مؤکد** وہ ہے جسمیں آدات مذکور نہ ہوں اور وہ دو قسم ہے ۔
(الف) یہ کہ آدات تشبیہ کو صرف حذف ہی کردیں جیسے اس شعر میں ؎

گویا آفتاب ... ٭ مشرق کف ساقیش دان مغرب لب یار آمدہ

(ب) آدات تشبیہ کو حذف کرکے مشبہ بہ کو ساتھ مشبہ کے اضافت کریں جیسے اس شعر میں ؎

غنچہ ... گرفتہ سرخی لالہ ٭ لالہ روش گرفتہ زردی غنچہ

۲۔ **مرسل** وہ ہے کہ جسمیں آدات مذکور ہوں ۔ جیسے رخسار مانند گل (یہاں مانند آدات تشبیہ ہے)
**آدات تشبیہ** عربی میں حرف ک اور کاَنّ وغیرہ ہیں اور فارسی میں مانند چون ۔ برنگ ۔ بسان ۔ گویا وغیرہ

اور کبھی اِن حروف کے علاوہ کوئی عبارت بھی لے آتے ہیں جیسے نظیری کا یہ شعر ہے "بوئے یارِ من ازیں سست وفا می آید
گلم از دست بگیرید کہ از کار شدم" یہاں مقصود صرف یار کو گل سے تشبیہ دینا ہے اور عبارت "بوئے یار آمدن" بجائے آداتِ تشبیہ کے مذکور ہوئی ہے۔

**تتمۂ تشبیہ** تشبیہ آٹھ قسم سے باہر نہیں۔ اور وہ ذیل میں مذکور ہیں۔

۱۔ مشبّہ اور مشبّہ بہٖ مذکور۔ اور آداتِ تشبیہ و وجہ شبہ محذوف۔ جیسے "زید شیر است"۔ یعنی "زید مانند شیر است در جرأت باشجاعت"۔ یہاں حرف مانند (ادات) اور شجاعت (وجہ شبہ) دونوں محذوف ہیں۔

۲۔ مقامِ استخبار (حال دریافت کرتے وقت) میں مشبّہ کو بھی حذف کرتے ہیں۔ جیسے کوئی پوچھے کہ "زید کیست"۔ تو جواب میں کہیں "شیر است"۔ یہاں شیر مشبّہ بہٖ مذکور اور زید مشبّہ اور وجہ شبہ و اداتِ تشبیہ محذوف ہیں۔

۳۔ صرف آداتِ تشبیہ کو حذف کریں جیسے "زید شیر است در جرأت"۔ یہاں زید مشبّہ اور شیر مشبّہ بہٖ اور جرأت وجہ شبہ مذکور ہیں۔ اور حرفِ تشبیہ یعنی مانند۔ مثل وغیرہ محذوف ہے۔

۴۔ خبر پوچھنے کے وقت مشبّہ اور حرفِ تشبیہ کو محذوف اور مشبّہ بہٖ و وجہ شبہ کو مذکور کریں۔ جیسے "شیر است در جرأت"۔

۵۔ صرف وجہ شبہ کو حذف اور مشبّہ و مشبّہ بہٖ و حرفِ تشبیہ کو ذکر کریں۔ جیسے "زید مانند شیر است"

۶۔ مقامِ استخبار میں مشبّہ کو بھی حذف کرتے ہیں۔ جیسے "مانند شیر است"۔ یہاں وجہ شبہ کے ساتھ زید جو مشبّہ تھا وہ بھی محذوف ہے۔

۷۔ مشبّہ، مشبّہ بہٖ۔ وجہ شبہ اور حرفِ تشبیہ چاروں مذکور ہوں۔ جیسے "زید مانند شیر است در جرأت"۔

۸۔ مشبّہ کو محلِ استخبار میں حذف کریں۔ جیسے کہ کوئی دریافت کرے "زید کیست" تو جواب میں کہا جائے "مانند شیر است در جرأت"۔

اِن آٹھ اقسام میں سے پہلی دونوں قوی تر ہیں اور آخری دونوں ضعیف تر اور درمیانی ضعف و قوت میں متوسط۔ باعثِ قوت حذف کرنا آدات اور وجہ شبہ کا ہے۔ اور وجہ ضعف ذکر کرنا ایک کا۔ اور سببِ اضعف ذکر کرنا ان ہر دو کا ہے۔ (وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَعِلْمُہُ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ)

# استعارہ

استعارہ چونکہ مجاز کی ایک قسم ہے لہذا استعارہ سے پہلے ضروری ہے کہ حقیقت اور مجاز کو سمجھ لیا جائے۔

**حقیقت۔** وہ کلمہ ہے جو اصطلاح میں معنی موضوع لہ کیلئے استعمال کیا جائے۔ وہ اصطلاح لغوی ہو یا شرعی یا عرف عام یا خاص۔

**مجاز۔** وہ کلمہ ہے جو معنے غیر موضوع لہ میں استعمال کیا جائے لیکن معنے غیر موضوع لہ میں استعمال کرنیکے لیے کوئی قرینہ ضروری ہو۔

حقیقت اور مجاز میں علاقہ کا ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر معنے حقیقی اور مجازی میں علاقہ نہ ہو تو استعمال اس لفظ کا معنے مجازی میں غلط ہوگا۔ جیسے کسیکو کہا جائے کہ "خذ ھذا الفرس" اور اشارہ کتاب کی طرف کیا جائے تو یہ استعمال صحیح نہیں کیونکہ اس جگہ علاقہ نہیں پایا جاتا۔

**حقیقت** اور **مجاز** ہر ایک تین قسم ہوتے ہیں۔ لغوی۔ شرعی۔ عرف عام۔ جیسے استعمال لفظ اسد واسطے درندہ مخصوص کے حقیقت لغوی اور واسطے مرد شجاع کے مجاز لغوی اور لفظ صلوٰۃ واسطے عبادت مخصوص کے حقیقت شرعی ہے اور واسطے دعا کے مجاز شرعی۔ اور لفظ فعل اصطلاح نحویوں میں ماضی مضارع امر وغیرہ کے لئے حقیقت عرفی خاص ہے اور واسطے معنے حدث کے مجاز عرفی خاص۔

یہ اوپر لکھا جاچکا ہے کہ مجاز کے لئے علاقہ کا ہونا ضروری ہے۔ پس علاقہ اگر تشبیہ کا ہو تو اسکو استعارہ کہیں گے۔ اور اگر علاقہ بغیر تشبیہ (یعنی سببیت یا لزوم وغیرہ) کے ہو تو اسکو **مجاز مرسل**۔

**استعارہ** میں اگر مشبہ متروک اور مشبہ بہ مذکور ہو تو اسکو استعارہ بالتصریح یا استعارہ مصرحہ کہینگے۔
جیسے ؎ مہش مشک سائی و شکر میفروش ٭ دو نرگس کماں کش دو گل درع پوش۔
(یہاں چہرہ۔ لب۔ آنکھ اور رخسار جو مشبہ تھے متروک ہیں اور مہ۔ شکر۔ نرگس۔ گل مشبہ بہ تھے وہ مذکور ہیں)
اور اگر مشبہ بہ کو متروک اور مشبہ کو مذکور کریں تو اسکو "استعارہ بالکنایہ" کہینگے۔ غرض استعارہ یہ ہے کہ مشبہ کو عین مشبہ بہ ثابت کریں۔ خواہ متروک ہو یا مذکور۔ اور مشبہ بہ کو دونوں صورتوں میں (متروک ہو یا مذکور) "مستعار منہ" کہینگے اور اسکے لفظ کو "مستعار" اور مشبہ کو "مستعار لہ"۔

کذب اور استعارہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ بنا استعارہ کی تاویل پر ہے ساتھ قیام قرینہ کے اور کذب میں تاویل و قرینہ موجود نہیں ہوتا۔ (قرینہ کبھی ایک ہی چیز ہوتی ہے کبھی کئی چیزیں)۔

## تقسیم استعارہ باعتبار مستعار منہ و مستعار لہٗ

استعارہ باعتبار مستعار منہ و مستعار لہٗ دو طرح پر ہے۔
۱۔ وفاقیہ۔ وہ یہ کہ مستعار لہٗ اور مستعار منہ کا اجتماع شخص واحد میں ممکن ہو مثل استعارہ ہدایت بحیات۔ قولہٗ تعالیٰ اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ۔ ای ھدینٰہ مقصود تمثیل سے لفظ حیات ہے جو مستعار منہ واقع ہوا ہے اور ہدایت مستعار لہٗ ہے اور ہدایت و حیات کا اجتماع بھی ایک شخص میں ممکن ہے۔
۲۔ عنادیہ۔ وہ یہ کہ اجتماع مستعار لہٗ اور مستعار منہ کا شخص واحد میں ممتنع ہو جیسے کسی نیک آدمی کو جسکے آثار جمیلہ دنیا میں باقی ہوں زندہ سے استعارہ کرنا یا جاہل کا مردہ سے۔
استعارہ عنادیہ کی ایک قسم یہ بھی ہے جو بطور ظرافت کے لائی جاتی ہے۔ جیسے کسی سست آدمی کو کہیں رَأَیْتُ اَسَدًا۔ اور بخیل کو کہیں رَأَیْتُ حَاتِمًا۔

## تقسیم استعارہ باعتبار وجہ جامع (وجہ شبہ)

استعارہ باعتبار وجہ جامع چار قسم پر منقسم ہے۔
۱۔ وجہ جامع مستعار منہ اور مستعار لہٗ کے مفہوم میں داخل ہو جیسے لفظ قطع اس آیت میں وَقَطَّعْنٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اُمَمًا۔ اور اس شعر میں ؎

بر سیرت لطیف تو گفتار تو گواہ ؂ بر نسبت شریف تو کردار تو گواہ

۲۔ وجہ جامع مفہوم مستعار لہٗ اور مستعار منہ سے خارج ہو جیسے لفظ اسد مرد شجاع کے لئے کیونکہ وجہ جامع اس جگہ جرأت ہے۔ اسی طرح اس شعر میں ؎ کشیدہ قامتے چوں سرو سیمیں ؂ دو زنگی بر سر نخلش رطب چیں

(اس شعر میں مستعار لہٗ لفظ زنگی مستعار منہ واقع ہوا ہے۔ اور وجہ جامع سیاہی ہے)۔
۳۔ وجہ جامع بادی الرائے میں ظاہر ہو جیسا کہ تشبیہ میں مذکور ہوا ہے۔ مثلاً ؎ ہنوزم ہندواں آتش پرستند ؂ ہنوزم چشم چوں ترکان مستند ؂ (یہاں زلف کو ہندو اور رخسار کو آتش سے استعارہ کیا)۔
۴۔ وجہ جامع ایسی مخفی ہو کہ خواص کے سوا اسکو معلوم نہ کر سکیں اسکو استعارہ غریبہ کہتے ہیں اور کبھی استعارہ عامیہ مبتذلہ بباعث کسی تصرف کے غرابت پیدا کرتا ہے۔ جیسے ؎

از فیض تو در دو گاہوارہ ؂ دو ہفتہ و طفل شیر خوارہ۔

## تقسیم استعارہ باعتبار ہر سہ (مستعار لہ، مستعار منہ و وجہ جامع)

تقسیم استعارہ باعتبار ان تینوں کے کئی قسم ہے:-
۱- یہ تینوں حسی ہوں۔ جیسے ؎

گاو سفالین کہ آب لالہ تر خورد ؎ ارزن زرینش از مسامہ بر آمد ؎

۲- مستعار لہ اور مستعار منہ حسی اور وجہ جامع عقلی کقولہ تعالی وَآيَةٌ لَّهُمُ اللَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ - یہاں مستعار لہ ظہور ظلمت شب ہے اور مستعار منہ ظہور مسلوخ اور وجہ جامع ترتیب ایک کام کی دوسرے پر۔

۳- مستعار لہ حسی اور مستعار منہ اور وجہ جامع عقلی ہو جیسے ؎ کوہ پوشیدہ در مصاف فگن ؎ مرگ تابندہ از بیام برآر

۴- مستعار منہ حسی اور مستعار لہ اور وجہ جامع عقلی ہوں۔ جیسے ؎ تیغ او آبستن فتح است ایناک بنگرش ؎ نقطہ ہائے جوہرش آبستنی وار دگواہ ؎ یہاں حاملہ مستعار منہ ہے جسکو آبستن سے استعارہ کیا۔ وجہ جامع تہیہ اور استعداد ہے۔

۵- مستعار لہ، مستعار منہ اور وجہ جامع تینوں عقلی ہوں۔

۶- وجہ جامع کے بعض اجزا حسی اور بعض عقلی ہوں اور مستعار لہ اور مستعار منہ دونوں حسی۔ جیسے کوئی کہے رأیت الشمس اور ارادہ رکھتا ہو خوبصورت آدمی کا۔ اس قسم کا استعارہ نادر ہی وقوع میں آتا ہے اسلئے سکاکی نے اس (۶) چھٹی قسم کو متروک کر دیا ہے اور پانچ ہی قسمیں رہنے دی ہیں۔

## تقسیم استعارہ ان تینوں کے علاوہ دیگر اعتبارات سے

استعارہ باعتبار لفظ مستعار کے دو قسم ہے
۱- اصلیہ کہ لفظ مستعار اسم جنس ہو مثل استعارہ لفظ اسد واسطے مرد شجاع کے اور استعارہ گل واسطے رخسار کے۔

۲- استعارہ تبعیہ۔ لفظ مستعار فعل یا شبہ فعل یا حرف ہو اور اسکے تبعیہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ فعل اور حرف میں صلاحیت موصوف ہونیکی نہیں اور بنا استعارہ کی موصوفیت پر ہے پس موصوف استعارہ تبعیہ میں معنے مصدری فعل اور متعلقات معانی حروف کے ہونگے۔ اور اطلاق استعارہ کا اوپر فعل و حرف کے بہ سبیل تبعیت ہوگا نہ بطریق اصالت۔ حاصل کلام یہ کہ تشبیہ استعارہ فعل اور اسکے متعلقات میں راجع طرف معنے مصدر اس فعل کے ہوتی ہے اور حرف میں اسکے متعلق معنے کیطرف عائد۔ مثال جہاں کہ لفظ مستعار فعل ہو۔ قولہ تعالی فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا (یکون میں لام تعلیل بطریق استعارہ واقع ہوا ہے اور

استعارہ لام میں نہیں بلکہ اسکی غرض متناقض ہیں ہے۔ ؎ دل را بکنار جوئے بردیم ۔ از یار کنار جوئے شستیم۔

(یہاں استعارہ تبعیہ حرف از میں ہے، اور مستعارلہٗ "دور کردن خیال یار از دل" اور مستعار منہ "شستن دل از یار" ہے)

واضح ہو کہ مدار قرینہ استعارہ تبعیہ کا اسپر کہ کبھی تو استعارہ فاعل کیطرف منسوب ہو کبھی مفعول کیطرف اور کبھی مجرور کیطرف۔

مثال منسوب بفاعل۔ نطقت الحال بکذا (نطق بحال قرینہ استعارہ کا ہے کیونکہ نطق حقیقی مسند بحال نہیں ہوتا)

مثال منسوب بمفعول۔ جمع الحق لنا فی امام قتل البخل واحیا السماحا (نسبت قتل اور احیاء کی سما بخل اور سماحت کے قرینہ اسکا ہے کہ لفظ قتل اور احیاء اسجگہ بطریق استعارہ واقع ہوا ہے)۔

مثال منسوب بمجرور۔ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ۔ (لفظ عذاب جو کہ مجرور ہے قرینہ ہے اس معنے پر کہ بشارت اس آیت میں بر سبیل استعارہ آئی ہے بجائے "فانذرہم" کے)۔

**تقسیم استعارہ باعتبار تجرید و ترشیح** اور وہ تین طرح پر ہے (۱) استعارہ مطلقہ۔ وہ یہ کہ کوئی چیز ملائمات و صفات مستعارلہٗ و مستعار منہ سے اسمیں مذکور نہ ہو۔ جیسے ؎ شگوفہ بر سر شاخ است چوں رخسارۂ جاناں ۔ بنفشہ بر لب جوئیست چوں طرۂ دلبر

(زلف کو عقرب طرہ سے استعارہ کر کے ملائمات طرفین کے ذکر نہیں کئے)۔

۲۔ **استعارہ مجردہ**۔ وہ یہ کہ صرف مستعارلہٗ کے صفات اور ملائمات کا ذکر کریں۔ جیسے ؎

بناخن زرہ بافت از مشکناب ۔ ورآویخت از گوشۂ آفتاب

(زلف کو زرہ سے استعارہ کیا اور ناخن مشکناب و آویختن ملائمات مستعارلہٗ میں سے ہیں)۔

۳۔ **استعارہ مرشحہ**۔ وہ یہ کہ صفات و ملائمات مستعار منہ کو ذکر کریں۔ جیسے ؎

درخفیہ گرنہ عزم خروج است باغ را ۔ چوں آبگیر ہا ہمہ پر تیغ و جوشن است

(موج آبگیر کو تیغ اور جوشن کے ساتھ استعارہ کیا اور عزم و خروج ملائمات تیغ و جوشن مستعار منہ واقع ہوئے)۔

اور کبھی تجرید اور ترشیح دونوں کو ایک ہی استعارہ میں جمع کر دیتے ہیں۔ جیسے ؎

بر رنگ گا فد صبا مشیمۂ شب ۔ طفل خونین بجا در انداز د ۔ (آفتاب کو طفل سے استعارہ کر کے صبا، شب اور خاور ملائمات مستعارلہٗ۔ اور مشیمۂ خونین و رنگ گافتن ملائمات مستعار منہ واقع ہیں)۔

استعارہ میں ترشیح۔ تجرید اور اطلاق سے بلیغ تر ہوتی ہے۔ کیونکہ استعارہ دراصل تشبیہ میں مبالغہ دینا ہوتا ہے۔ یعنی مشبہ کو عین مشبہ بہ بنا لینا اسلئے اُن صفتوں کا ذکر کرنا جو ملائمات مشبہ بہ ہوں اس مبالغہ کی تقویت کرتا ہے۔

استعارہ کبھی بر سبیل تمثیل بھی واقع ہوتا ہے۔ جیسے کسی متردد شخص کو کہا جائے کہ انی اریك تقدم رجلا وتوخر اخری (یعنی میں تجھے ایک پاؤں آگے رکھتے دیکھتا ہوں اور دوسرا پیچھے) یا ے خردزاں تیرہ گشت الحق مرا گفتا کہ با من ہم ز بگزہ مہتاب پیمائی بگل خورشید اندائی (چاند کو گز سے ناپنا اور سورج کو کیچڑ سے لیپنا استعارہ ہے کار بیہودہ سے) صاحب تلخیص نے اس استعارہ کا نام مجاز مرکب کہا ہے

## استعارہ بالکنایہ

ذکر کرنا مشبہ کا ساتھ ارادے مشبہ بہ کے ساتھ نصب قرینہ کے۔ اور وہ قرینہ استعارہ تخییلیہ ہوگا۔ اور استعارہ تخییلیہ وہ ہو کہ مشبہ مذکور کے ساتھ مشبہ بہ محذوف سے چند چیزیں جو اسکی لوازمات ہوں ذکر کریں۔ الغرض۔ ذکر کرنے مشبہ اور حذف کرنے مشبہ بہ کو ہی "استعارہ بالکنایہ" کہتے ہیں۔ اور ثابت رکھنا لوازم مشبہ بہ محذوف کو واسطے مشبہ مذکور کے استعارہ تخییلیہ۔ اور یہ تین قسم پر آتا ہے (۱) جو لوازم مشبہ بہ سے مخصوص ہوں انکو مشبہ کے لئے ثابت کرنا یہ تین حالتوں سے باہر نہیں (الف) قوام مشبہ بہ کا ساتھ اسکے ہو (ب) یا تکمیل مشبہ بہ کی اسپر موقوف ہو (ج) یا قوام اور تکمیل میں کوئی دخل نہ رکھتا ہو۔

مثال اول ع۔ "فلسان حالی بالشکایۃ انطق" (میری زبان حال شکایت کو خوبتر بیان کرتی ہے)۔ اس میں حال کو شخص متکلم سے تشبیہ دی ہے۔ یہ استعارہ بالکنایہ ہے۔ اور اثبات زبان کا جو کہ قوام متکلم کا ساتھ اسکے ہے استعارہ تخییلیہ۔ مثال دیگر ے علما جملہ ہرزہ می لافند ؛ دین بربائے ہر کسے بافند اسمیں دین کو حریر سے تشبیہ دی۔ یہ استعارہ بالکنایہ ہے اور "بر پا بافتن" جو حریر کا لازم مقوم ہے استعارہ تخییلیہ۔

مثال حالت دوم۔ مخالب المنیۃ نشبت بفلان (پنجہ مرگ فلاں فلاں شخص میں گڑ گیا) اسمیں مرگ کو درندہ سے تشبیہ دی گر درندہ کا (جو کہ مشبہ بہ ہے) ذکر نہیں کیا۔ یہ استعارہ بالکنایہ ہے۔ اور ناخن (پنجہ) جو کہ درندہ کے لئے مخصوص ہے موت کیواسطے ثابت کرنا استعارہ تخییلیہ ہے۔

مثال حالت سوم - زمام الحکم فی ید الفلان - اس میں تشبیہ حکم کی ساتھ اونٹنی کے استعارہ بالکنایہ ہے اور اثبات زمام کا جو کہ لازم غیر مفقود مشبہ بہ کا ہے واسطے مشبہ کے لانا استعارہ تخییلیہ (ابیات) ے
حیات را دو مرغ آشیانہ مکن ۔ خاطرت را محال خانہ مکن (جان کو مرغ سے تشبیہ دی - یہ استعارہ بالکنایہ ہے اور اثبات آشیانہ کا جو کہ لوازم غیر مفقودہ مشبہ بہ سے ہے استعارہ تخییلیہ -

**مجاز مرسل** | وہ لفظ جو کہ معنے غیر موضوع لہ میں استعمال کیا جائے اور اسکے حقیقی اور مجازی معانی کے درمیان تشبیہ کے علاوہ کوئی اور علاقہ ہو تشبیہ نہ ہو - جیسا کہ :-
فلانی دریں کار دستے دارد - (فلاں شخص اس کام میں قدرت رکھتا ہے) اسجگہ علاقہ حال کا ساتھ محل کے ہے کیونکہ دست (ہاتھ) محل ظہور قدرت کا ہے -

علاقہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ فصحا سے منقول ہو - یہ ضروری نہیں کہ سند کے لئے فصحا کے اقوال تلاش کئے جائیں - والمراد موضوع بالوضع النوعی لا بالوضع الشخصی کا یہی مطلب ہے -

مجاز مرسل کے علاقوں کی بہت قسمیں ہیں بعض کا اسجگہ ذکر کیا جاتا ہے - مثلاً :-

اول تسمیۃ الکل باسم الجزء ے عشق را چو بود دل را کان ۔ شرع را دیدہ بود و دیں را جاں
(مقصود باشد نیز لفظ دیدہ ہے جو کہ معنے پاسباں میں لایا گیا ہے) -

دوم تسمیۃ الجزء باسم الکل - کقولہ تعالیٰ یجعلون اصابعھم فی آذانھم (اپنی انگلیاں کانوں میں کرتے ہیں) مراد اصابع سے انامل (پوٹے) اصابع ہیں جو اصابع کی جزو ہیں -

سوم تسمیۃ المسبب باسم السبب - مثلاً رعینا الغیث (چرا نیدیم سبزہ) مراد غیث سے انگوری سبزہ کی ہے اور لغت میں غیث بارش کو کہتے ہیں جو سبزہ کے اگنے کا سبب ہے ے ز خود گشتہ سیر جمیع ابن آدم ۔ دو نان ز شکم رکوع ابن آدم (سیر ہونے سے مراد بیزار ہونا ہے - اور سیری غذا سے بیزاری کا سبب ہے) -

چہارم تسمیۃ السبب باسم المسبب - کقولھم - امطرت السماء نباتا (آسمان نے انگوریاں برسائیں) نبات سے اسجگہ بارش مراد ہے جو کہ نبات (انگوری) اگانے کا سبب ہے ے سرد و گرم زمانہ ناخوردہ ۔ نرسی بر در سرا پردہ
(سرد اور گرم سے مراد انقلابات ہے - اور انقلاب سبب ہے گرمی اور سردی کا) -

۵۔ تسمیۂ شئے باسمیکہ در زمانِ ماضی میبداشت۔ کقولہ تعالیٰ۔ اٰتُوا الْیَتٰمٰی اَمْوَالَهُمْ (یتیموں کو انکے مال دیدو) یتیموں کو بعد بالغ ہونیکے مال دیا جاتا ہے باوجودیکہ اُسوقت یتیم نہیں بلکہ بالغ ہوتے ہیں۔ ایضاً ؎ حمد بیحد مر خدائے پاک را ؛ آنکہ ایماں داد مشتِ خاک را (جسم وجود میں آنے سے پہلے خاک تھا ایمان کیوقت جسم تھا)۔

۶۔ تسمیۂ شئے باسمیکہ در زمانِ مستقبل خواہد بود۔ کقولہ تعالیٰ۔ اِنِّیْ اَرٰنِیْ اَعْصِرُ خَمْرًا (میں خود کو شراب نچوڑتے دیکھتا ہوں) خمر سے مراد شیرۂ انگور ہے جو بعد میں خمر بنتا ہے۔

۷۔ تسمیۂ شئے باسمِ محلِ او۔ کقولہ تعالیٰ۔ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ (مراد اہل نادیہ ہے)۔

۸۔ تسمیۂ محل باسمِ حالِ او۔ کقولہ تعالیٰ وَاَمَّا الَّذِیْنَ ابْیَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِیْ رَحْمَةِ اللّٰهِ (مراد رحمت سے جنت ہے جو محل ہے رحمت کا)۔

۹۔ تسمیۂ شئے باسمِ آلۂ آں شئے۔ کقولہ تعالیٰ۔ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ (لسان سے مراد ذکر جمیل ہے اور لسان (زبان) آلہ ہے ذکر جمیل کا) ؎ متوسط میان صورت و ہوش ؛ شدہ زیں سو زبان وزاں سو گوش ؛ (نفس کلی عقل سے استفادہ کرتی ہے اور اجسام پر اس فائدہ کو ظاہر کرتی ہے۔ زبان آلہ ہے اداء سخن کا اور کان آلہ ہیں اُس سے فائدہ حاصل کرنیکے)۔

## بیان کنایہ کا

کنایہ لغت میں ترک تصریح کو کہتے ہیں۔ جیسے کنیت بکذا اذا ترکت التصریح۔ اور اصطلاح میں اُس لفظ یا عبارت کو کہتے ہیں کہ جسکے لازم معنے کا ارادہ کیا جائے ساتھ جواز معنے ملزوم کے۔ برخلاف مجاز کے۔ کیونکہ مجاز میں عدم ارادہ ملزوم کا شرط ہے (جیسا مجاز کی بحث میں گذرا) کنایہ تین قسم ہے۔ ۱۔ مقصود کنایہ سے فقط ذات موصوف کی ہو۔ ۲۔ مطلوب کنایہ سے ایک صفت ہو منجملہ صفات کے (مراد صفت سے معنے قائم بغیر ہیں نہ کہ صفت نحوی)۔ ۳۔ غرض کنایہ سے اثبات کسی صفت کا ہو منجملہ صفات موصوف کے یا نفی صفت کی موصوف سے۔

۱۔ قسم اول دو طرح پر آتا ہے۔ قریب و بعید۔ قریب وہ ہے کہ ایک ایسی صفت کو بیان کیا جائے جو کسی خاص موصوف سے متعلق ہو اور مراد اُس صفت سے ذات موصوف ہو جیسے ؎ آسماں کو وزہرہ آفتاب کان ضمیر ؛ آنت ہر چہ آفتاب از کوہ و کاں انگیختہ ؛ (جس چیز کو آفتاب نے کوہ و کان سے انگیختہ کیا وہ جواہر ہیں)۔

بعید وہ ہے کہ چند اوصاف کا جو من حیث المجموع کسی موصوف سے مختص ہوں ذکر کیا جائے اور مقصود اس مجموعہ سے ذات موصوف ہو۔ جیسا کہ انسان سے کنایہ کرکے کہیں حیٌّ مستوی القامۃ عریض الاظفار (یہ اوصاف فرداً فرداً تو مختص بالانسان نہیں لیکن من حیث المجموع مختص ہیں انسان سے)۔

۲۔ دوسری قسم کنایہ کی وہ ہے جس سے صرف نفس صفت مطلوب ہو نہ ذات موصوف۔ اور یہ قسم بھی دو طرح پر ہے۔ قریب و بعید۔ قریب وہ ہے کہ انتقال ذہن کا لازم سے ملزوم کیطرف بے وسائط کے ہو پھر اس قریب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ کنایہ اسمیں واضح ہو۔ دوسرا یہ کہ کنایہ اسمیں مخفی ہو مثال اول طویل النجاد (جو کنایہ ہے طویل القامۃ سے)۔ مثال دوم۔ عریض القفا (کنایہ ابلہ سے ہے اور یہ علم قیافہ سے معلوم ہوتا ہے۔ بعید اس قسم سے وہ کہ انتقال لازم سے ملزوم کیطرف واسطہ سے حاصل ہو۔ جیسے مہمان دوست کو کثیر الرماد کہتے ہیں۔ مثال دیگر سے بزرگی با بدست دل درسخا بند؛ سر کیسہ بہ برگ گندنا بند (ترۂ تیزک)

۳۔ تیسری قسم کنایہ کی جس سے غرض اثبات کسی صفت کا موصوف کے لئے یا نفی کسی صفت کی موصوف سے ہو جیسے سہ ان السماحۃ والمروۃ والندیٰ ؛ فی قبۃ ضربت علی ابن الحشرج (ارادہ شاعر کا اوصاف مذکورہ ممدوح میں ثابت کرنا ہے)

واضح رہے کہ کنایہ متفاوت ہوتا ہے بحسب تعریض تلویح۔ رمز اور اشارت کے پس اگر مقصود کنایہ سے موصوف غیر مذکور ہو تو اسکو تعریض کہینگے۔ جیسا کہ مسلمان کو اذیت پہونچانے والے کی تعریض میں کہا جائے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہٖ (عرضہ کے معنے جانب کے ہیں۔ اور تعریض میں بھی اشارہ اور طرف ہوتا ہے اور مراد کچھ اور ہی ہوتی ہے)۔

اور اگر کنایہ کثیر الوسائط ہو۔ یعنے انتقال لازم سے ملزوم کیطرف کئی واسطوں سے ہو تو اسکو تلویح کہینگے اور اگر کثیر الوسائط نہ ہو مگر اسکے لزوم میں نوع خفا ہو۔ جیسے عریض القفا تو اسکو رمز کہیں گے۔ اور اگر کثرت وسائط اور خفا موجود نہ ہو تو اسکو ایما و اشارت کہینگے۔ (تلویح کے معنے ہیں دور سے اشارت کرنا۔ اور رمز کے معنے نزدیک سے اشارہ کرنا بسبیل خفا ابرو یا لب سے)۔

ارباب بلاغت کے نزدیک مجاز اور کنایہ حقیقت اور تصریح سے بلیغ تر ہے۔ اور استعارہ تشبیہ سے قوی تر۔ مجاز اور کنایہ کے بلیغ تر ہونے کی یہ وجہ ہے کہ مجاز میں ملزوم سے لازم کیطرف انتقال کرتے ہیں۔

جیساکہ "آفتابے را دیدم" اور مراد معشوق ہو۔ یہ بلیغ ہے اس سے کہ کہا جائے "معشوق را دیدم"۔ کیونکہ پہلا دعویٰ باشہادت ہے، اور دوسرا بلاشہادت۔ اور وجہ قوی تر ہونے استعارہ کی تشبیہ سے یہ ہے کہ وجہ شبہ مشبہ بہ میں مشبہ سے اعلیٰ ہونی چاہیئے۔ چنانچہ استعارہ میں مشبہ بہ کو عین مشبہ بنالیتے ہیں کہ تشبیہ کا اسمیں شائبہ نہیں رہتا۔ اور قرینہ عدم ارادہ مشبہ بہ کا استعارہ میں لازم ہے پس یہ بھی حکم دعویٰ باشہادت کا ہوا۔ (فافہم۔ وباللہ التوفیق)

## علم بدیع

علم بدیع وہ علم ہے جس سے بطور صنائع بدائع کے محسنات کلام معلوم ہوں۔ صنائع بدائع دو قسم ہیں۔ لفظی اور معنوی۔ اول بدائع معنوی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اور وہ کئی ہیں:

۱۔ "صنعت طباق یا تضاد و مطابقہ"۔ اور وہ یہ ہے کہ دو متضاد معنے کلام میں ذکر کیئے جائیں خواہ وہ معنے اسم ہوں یا فعل و حرف۔ یا ایک فعل اور ایک حرف وغیرہ۔ اور ہر ایک انہیں سے بطریق ایجاب واقع ہو یا سلب۔

مثال اسم باسم۔ قولہ تعالیٰ۔ تَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ۔ یا یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ۔ ؎
منکشف را مزاج سحر حلال ۔ دگہنش خواص بہت حرام ۔ (ایقاظ رقود۔ حی میت۔ حلال و حرام میں تضاد ہے اور سب اسم ہیں)

مثال فعل بافعل قولہ تعالیٰ۔ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ۔ ؎ چو خیزد شعلہ تیغت نشیند آب بر آتش ۔ چو خندد ساغر بزمت بگرید آب در دریا
(یحیی و یمیت۔ خیز و نشین۔ خند و بگرید سب فعل ہیں اور باہمی متضاد ہیں)۔

مثال حرف باحرف قولہ تعالیٰ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؎ مال دنیا مشو و وزر و وبال صاحبش ۔ آنچہ از خود بیشماری بر تو باشد ہوشدار ۔ (آیۃ میں لہا کا لام اور علیہا کا علی حرف ہیں اور باہمی متضاد بھی اور شعر میں از و بر علی ہذا القیاس)۔

عناصر اربعہ کا ایک جا ذکر کرنا بھی از قبیل صنعت طباق کے ہے۔ جیسے ؎ چو باد از آتشم تا کے گریزی ۔ نہ من خاک تو ام آبم چہ ریزی ۔

مثال طباق سلبی ؎ ز سوز عشق بہتر در جہاں چیست ۔ کہ بے او گل نخندید ابر نگریست ۔

**تدبیج** بھی صنعت طباق کی ایک قسم ہے جسمیں رنگ یا مدح وذم کے معنے ہوں۔ جیسے ؎

زشمشیر او لعل جائے کمیں ٭ ززر کفش زر د روئے زمیں

**ایہام تضاد** بھی طباق کی قسم ہے یعنی دو غیر مقابل معنوں کو دو لفظوں سے تعبیر کریں ؎
شب وصل تو بپایاں آمد ٭ صبح بعض دو من بیگریم ٭ (نشان زدہ الفاظ مقصود بالذات ہیں)۔
**مقابلہ** بھی از قبیل صنعت طباق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ دو یا زیادہ معانی کو جو باہم متفق ہوں پہلے ذکر کریں اور بعد ازاں انکے متقابل ومتضاد کو اسی ترتیب سے لائیں ؎ مخالفان تو مردود چوں جواب خطا ٭ موافقان تو مقبول چوں سوال صواب (مخالف وموافق اور مردود ومقبول اور جواب وسوال اور خطا وصواب میں تضاد صاف ہے)۔
**۲۔ صنعت مراعاۃ النظیر یا "تناسب وتوفیق"**۔ اور وہ یہ ہے کہ کلام میں چند ایسی چیزیں جمع کریں جو باہمی نسبت رکھتی ہوں اور یہ نسبت تضاد وتقابل کے علاوہ ہو ؎ چو از زاغ کماں گرد عقاب تیر او پراں ٭ فتو بوم وجود شوم دشمن جفت با عنقا
**"ایہام تناسب"** بھی منجملہ مراعاۃ النظیر کے ہے۔ ایہام تناسب یہ ہے کہ دو معنوں کو دو لفظوں سے بیان کریں اور ان دو لفظوں میں سے ایک لفظ دو معنے رکھتا ہو اور اسکے دوسرے معنے جو غیر مقصود ہوں لفظ اول کے معنے سے تناسب رکھتے ہوں کقولہ تعالی اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ (شمس وقمر اور نجم وشجر میں تناسب ظاہر ہے)
دیگر ؎ کسے در عاشقی ہم پیشہ را چوں من نمیخواہد ٭ خورم گر آب شیرینی بیادم کوہکن آید ٭
**۳۔ صنعت مشاکلہ**۔ کسی چیز کو اسکے غیر موضوع لفظ سے ذکر کرنا بہ سبب وقوع اس چیز کے لفظ غیر کی صحبت میں کقولہ تعالی۔ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ اور وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ (اس موقعہ پر عذاب کو ساتھ لفظ سیئہ اور مکر کے تعبیر فرمایا)
دیگر ؎ لب سوال سزاوار بخیہ بیشتر است ٭ عبث بخرقہ خود بخیہ میزند درویش ٭ (صنعت لفظ بخیہ میں ہے)
**۴۔ صنعت مزاوجت**۔ ایسے دو معنے جو شرط وجزا میں واقع ہوں اور جو معنی امر اول پر مترتب ہوں وہی دوسرے پر بھی جیسے ؎ چوں مرا بینی شود لطفت مبدل با عتاب ٭ چوں ترا بینم شود صبرم بدل با اضطراب ٭
**۵۔ صنعت ارصاد یا "تسہیم"**۔ نظم یا نثر میں وہ لفظ لائیں جس سے معلوم ہو کہ اسکے آخر میں بھی یہی لفظ آئیگا اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ جب پہلے اس فقرہ وشعر کا علم ہو ورنہ محال کقولہ تعالی۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ۔ دیگر ؎ چوں آستان مقیم شود بخت ٭ ہر کو جو بخت روئے بریں آستاں نہاد ٭

۶۔ **صنعتِ عکس** یا "تبدیل"۔ کلام میں ایک جزو کو مقدم لانا۔ پھر مقدم کو مؤخر اور مؤخر کو مقدم کرنا قولہ تعالیٰ یُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ۔ دیگر ؎ دلے دارم ہمیشہ ہمدم غم ۔ غمے دارم ہمیشہ ہمدم دل ۔ دیگر رباعی
ازبسکہ شکستہ باز بستم توبہ ۔ فریاد ہمی کنند زدستم توبہ ۔ دیروز بہ توبہ شکستم ساغر ۔ امروز بساغرے شکستم توبہ ۔

۷۔ **صنعتِ رجوع**۔ ایک بات کہکر کسی نکتہ کے باعث اُس سے انکار کرکے دوسری نکتہ آمیز کلام کریں ؎ آسمانی۔ نے کہ ثابت رائے نبود آسماں ۔ آفتابی۔ نے کہ زائد نور نبود آفتاب (مطلوب واضح ہے)۔

۸۔ **صنعتِ توریہ** یا "ایہام"۔ اُس صنعت کو کہتے ہیں کہ کلام میں ایسا لفظ لایا جائے جسکے دو معنے ہوں ایک قریب دوسرا بعید۔ اور مقصود معنی بعید ہوں ساتھ قرینہ خفیہ کے۔ ایہام دو قسم ہے مجردہ اور مرشحہ۔ ایہام مجردہ وہ ہے کہ مناسبات معنے قریب غیر مراد کو کلام میں ذکر نہ کریں کقولہ تعالیٰ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى (استویٰ سے مراد استیلا ہے اور یہ معنی بعید ہے)۔ ایہام مرشحہ وہ ہے کہ مناسبات معنے قریب غیر مقصود کو ذکر کریں کقولہ تعالیٰ۔ وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ (مراد لفظ اَید سے قدرت ہے، اور یہ معنی بعید ہے اور معنی قریب غیر مقصود اسکا ید ہے اور لفظ بنینا اُسکے مناسب ہے)۔

۹۔ **صنعتِ استخدام** جس لفظ کے دو معنے ہوں اسکو کلام میں لاکر ایک جگہ تو اسکے ایک معنے مراد لیں اور دوسری جگہ اُسکی طرف راجع ضمیر سے دوسرے معنے۔ جیسے ؎ تا بہ بزم خویش مارا دادہ است آں سرو بار ۔ از نہالِ قامتش آنرا شدیم امیدوار ۔ (لفظ بار کے پہلے مقام پر حضوری کے معنے ہیں اور دوسری جگہ ضمیر آں سے مراد ثمر ہے)

۱۰۔ **صنعتِ لف ونشر**۔ اول چند چیز کا مفصل یا مجمل ذکر کریں بعد ازاں ہر ایک کا منسوب بلا تعیین ایسے طریق پر کہ سامع ہر منسوب کو اُسکے صاحب کیطرف پھیر سکے۔

**لف ونشر مفصل** دو قسم ہے۔ مرتب اور غیر مرتب۔ مرتب وہ ہے کہ ترتیب نشر کی مطابق ترتیب لف کے ہو ؎ جود و جلال و مہر و طبع و کفِ او ۔ ابر و فلک و اختر و دریا و مطراست ۔

لف ونشر غیر مرتب وہ ہے کہ ترتیب نشر کی ترتیب لف کے مخالف ہو ؎ دل را فراغ میدہد و دیدہ را فروغ ۔ دیدارِ آفتاب وشانِ شرابِ صبح ۔ (فروغ دیدہ کا تعلق دیدار سے ہے اور فراغ دل کا شرابِ صبح سے)۔

**لف ونشر مجمل**۔ قولہ تعالیٰ۔ قَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارٰى ۔

ـــہ سر بریدہ دو لوک خامۂ او ؛ خیر و شر است دور و دربان اوست ؛

۱۱۔ **صنعت جمع** ۔ چند چیز کو ایک حکم کی تحت میں جمع کرنے کو صنعت جمع کہتے ہیں کقولہ تعالےٰ المال والبنون زینۃ الحیوٰۃ الدنیا ـــہ نشاید یافتن در ہیچ برزن ؛ وفا در اسپ و در شمشیر و در زن ؛

۱۲۔ **صنعت تفریق** ۔ ایک نوع کے دو کاموں میں فرق کرنیکو کہتے ہیں ـــہ زیں چکد آب زاں ببارد خون ؛ مژہ من کجا و ابر بہار ؛ (ابر بہار اور مژہ میں پانی ٹپکنے اور خون برسنے کا فرق بتایا ہے)۔

۱۳۔ **صنعت تقسیم** ۔ اول چند چیز (یا ایک چیز ذوالاجزاء) کو ذکر کریں۔ بعد ازاں ہر جزو کو متعین کرکے اُن چیزوں سے منسوب کریں۔

(لف ونشر اور تقسیم میں یہ فرق ہے کہ لف ونشر میں تعیین نہیں ہوتی اور تقسیم میں تعیین ہوتی ہے)۔

ایک قسم صنعت تقسیم کی یہ بھی ہے کہ چیزوں کا حال بقید انکی مناسبات کے ذکر کریں۔ ـــہ

بنان اوست در بخشش سنان اوست در کوشش ؛ لقائے اوست در مجلس لوائے اوست در میدان
یکے ارزاق را باسط دوم ارواح را قابض ؛ سعادت را سوم سرمایہ چارم فتح را برہان ؛

(دست کرم کو ارزاق سے۔ نیزہ کو قبض ارواح سے۔ ملاقات کو سعادت سے اور علم کو فتح سے مناسبت ہے)

ایک قسم صنعت تقسیم کی یہ بھی ہے کہ اقسام کسی چیز کو استیفا پر شمار کریں۔ ـــہ

پیوستہ دشمنان تو زیں گونہ مستمند ؛ یا کشتہ یا گریختہ یا بستہ در حصار

ـــہ اکنوں کہ تنہا دیدمت لطفا رنہ آزارے بکن ؛ تلخی بگو سنگے بزن تیغے بکش کارے بکن

۱۴۔ **صنعت جمع و تفریق** ۔ وہ ہے کہ چند چیز کو ایک حکم کے تحت میں داخل کریں اور بعد ازاں فرق بتائیں ـــہ من و تو مائلیم اے شیخ ؛ تو بمحراب و من بابروئے یار (مائل ہونے میں تو متفق ہیں مگر محراب اور ابروئے یار فرق ہے)

۱۵۔ **صنعت جمع تقسیم** ۔ وہ یہ کہ اول چند چیز کو ایک حکم کے تحت میں جمع کریں بعد ازاں ہر ایک کو ایک چیز کے ساتھ منسوب کریں ـــہ بے تو چو شمع کردہ ام گریہ و خندہ کار خود ؛ خندہ بروز دل کنم گریہ بروزگار خود ؛

۱۶۔ **جمع ۔ تفریق ۔ تقسیم** ۔ ان تینوں کو کلام میں جمع کرنا دقت سے خالی نہیں۔ ـــہ

آتشین است چون دل من رخ دوست ؛ آں بعشق ایں بحسن شیریں کار

آتش من ذخیرۂ دود است ؎ آتش او ست مایۂ انوار

(مصرعہ اول جمع پر مشتمل ہے اور دوسرا تفریق پر۔ اور شعر دوم تقسیم کا پتہ دیتا ہے)۔

**۱۷۔ صنعتِ تجرید**۔ کسی وصف والی شے سے ویسی ہی دوسری شے کا انتزاع کریں۔ اور اس انتزاع کا فائدہ اسکی صفت کا کمال ثابت کرنا ہو۔ جیسے ؎ اے بدریائے عقل کردہ شناوری ؎ وز بد و نیک ایں جہاں آگاہ ؎ (دریائے عقل میں شناوری کرنا کمال عقل کو ثابت کرتا ہے)۔

**۱۸۔ مبالغہ مقبول**۔ کسی چیز کو وصف کے کمال میں یا ضعف میں اُس حد تک پہونچانا کہ اسکے آگے کوئی درجہ نہ رہے۔ اور سامع اُس حد تک کمال یا ضعف کو گمان میں نہ لائے۔

مبالغہ کے تین قسم ہیں۔ تبلیغ - اغراق - غلو۔

۱۔ تبلیغ یہ کہ ادعا مذکور از روئے عقل اور عادت کے ممکن ہو۔ ؎ چناں دارم ایں راز را روز و شب ؎ کہ با جاں بود گر برآید ز لب ؎ (یعنے جب تک جان ہے یہ راز افشا نہ کروں گا)۔

۲۔ اغراق۔ وہ یہ کہ ادعا مذکور از روئے عقل کے ممکن اور از روئے عادت کے محال ہو۔ ؎

مارا بکام خویش بدید و دلش بسوخت ؎ دشمن کہ ہیچگاہ مباد ابکام ما ؎

۳۔ غلو یہ ہے کہ از روئے عقل اور عادت دونوں کے ادعا مذکور ناممکن ہو ؎

واخفت اھل الشرک حتی انہ ؎ لتخافک النطف التی لم تخلق

(یہانتک اہل شرک کو ڈرایا کہ نطفے غیر مخلوقہ بھی ڈر گئے) نطفہ بے جان کا ڈرنا عقل اور عادت دونوں کے خلاف ہے اور محض ناممکن۔

**۱۹۔ صنعت مذہب کلامی**۔ یہ کہ کلام دلیل اور برہان پر مشتمل ہو۔ اور وہ دو قسم ہے۔ کلامی اور فقہی۔

مثال کلامی۔ قولہ تعالیٰ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا (یعنے زمین و آسمان میں فساد نہ ہونا اسبات کی دلیل ہے کہ خدا ایک ہے)۔

مثال فقہی۔ رباعی۔ گفتم کہ ز خوردیٔ دل من نیست پدید ؎ اندوہ بزرگ تو در و چوں گنجید ؎ گفتا کہ ز دل بدیدہ باید نگرید۔ خرد است بدو بزرگہا بتواں دید ؎ (یہاں دل کو دیدہ (آنکھ) سے قیاس کیا)۔

۲۰۔ صنعت حسن تعلیل۔ کسی صفت کے لئے ایک شے کو علت ٹھہرائیں درحقیقت وہ اصلی علت نہ ہو ؎
تا چشم تو ریخت خون عشاق ٭ زلف تو گرفت رنگ ماتم ٭ (سیاہی زلف کی تو ثابت ہے مگر اسکی علت بظاہر
معلوم نہیں۔ شاعر نے "کشتن عشاق" کو قرار دیا ہے)

۲۱۔ تاکید المدح بما یشبہ الذم۔ وہ ہے کہ تعریف کی تاکید میں ایسے الفاظ استعمال کریں جنسے بظاہر ہجو
معلوم ہو اور غور کے بعد ممدوح کی کمال تعریف ؎ ولا عیب فیهم غیر ان سیوفهم ٭ بهن فلول من قراع الكتائب ٭
(ممدوح کی دلاوری کی مدح کیگئی ہے)۔

۲۲۔ تاکید الذم بما یشبہ المدح۔ یہ کہ ذم کی تاکید میں ایسے الفاظ لائے جائیں کہ بظاہر تو ان سے
مدح پائی جائے مگر بعد غور کے بغایت مذمت ثابت ہو ؎ ہمیشہ خصم تو در سایۂ ہما بود ٭ زبسکہ پرورش از بہر استخوان آید ٭

۲۳۔ صنعت استتباع۔ کسی شخص کی اس طریق پر مدح کیجائے کہ اسکے بعد ایک اور مدح آجائے ؎
بخت تو چو نام باسعادت ٭ روز تو چو روئے تو منور ٭ (سعادت بخت مدح اول اور سعادت نام مدح ثانی۔
اسیطرح روز منور مدح اول اور روئے منور مدح ثانی)۔

۲۴۔ صنعت ادماج۔ وہ ہے کہ ایک کلام سے دو معنے حاصل ہوں ؎ زبان آں لب شیریں کی دہن کی نمیدانم ٭
چہ خوش بودے اگر بودے زبانش در دہان من ٭ (یعنی زبان من ہم زبان آں بودے تا سخنش فہمیدمے)۔
استتباع اور ادماج میں فرق صرف یہ ہے کہ استتباع مدح سے مخصوص ہے اور ادماج عام ہے اور ایہام اور
ادماج میں یہ فرق ہے کہ ایہام میں کوئی لفظ ذو معنے لاتے ہیں اور ادماج میں مجموعہ کلام مفید دو معنے کو ہو۔

۲۵۔ صنعت توجیہ یا محتمل الضدین۔ وہ ہے کہ کلام میں دو وجہیں موجود ہوں۔ ؎
زہر محض است عیش شیرینم ٭ خون صرف است بادۂ نابم

۲۶۔ الہزل الذی یراد بہ الجد (نصیحت) کلام تمسخر سے کیجائے مگر مراد اس سے نصیحت ہو بلی
اے شور کناں زنا تم اندیشہ کنید ٭ از آخر کار عالم اندیشہ کنید
با قحبۂ دنیا مکنید آمیزش ٭ از آتشک جہنم اندیشہ کنید

۲۷۔ تجاہل عارف۔ وہ ہے کہ جس چیز کا علم ہو کسی نکتہ کے سبب لاعلمی ظاہر کرنا ؎

۲۸۔ قول بالموجب وہ ہے کہ کلام سے ایسے معنے مراد لئے جائیں جو خلاف مراد قائل ہوں۔ ؎
دوستی گفتی نہ از دل میکنی ؎ راست میگوئی کہ از جاں میکنم

۲۹۔ اطراد یا اطراد وہ ہے کہ کلام میں ممدوح اور اسکے آباؤ اجداد کو بالترتیب ذکر کریں۔ شروع اول سے کریں یا آخر سے ؎ الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم ؎ یوسف بن یعقوب ابن اسحٰق ابن ابراہیم ؎

۳۰۔ تعجب ۔ یہ کہ کلام پر کسی فائدہ یا غرض کے لئے تعجب کریں ؎ ای عجب شمشیر خسرو از چہ سبزہ نگشتہ ؎ چوں ہمہ سالہ زخون لعل بیساز خورش ؎ (مراد خونریزی شمشیر ممدوح کی ہے)۔

۳۱۔ اعتراض یا حشو۔ وہ ہے کہ کلام کے تمام ہونے سے پہلے ایسا لفظ استعمال کریں کہ اسکے بغیر بھی مقصود پورا ہو۔ اور وہ تین قسم ہے۔ حشو ملیح۔ حشو قبیح۔ حشو متوسط۔

مثال حشو ملیح ؎ گر بخندم واں پس از عمر بیست گوید زہر خند ؎ ور بگریم واں بہر روز بیست گوید خونگرے ؎
لفظ "پس از عمر بیست" اور "بہر روز بیست" ہر دو مصرعہ میں حشو ملیح ہے کیونکہ کلام بغیر اسکے بھی تمام ہے۔

مثال حشو قبیح ؎ گر مے نرسم بخدمت معذورم ؎ زیرا کہ درد چشم و صداع سرم است ؎

مثال حشو متوسط ؎ روئے ترا کہ یوسف مصری غلام اوست ؎ آئینہ بندہ ایست کہ شد نام اوست ؎
یہاں "یوسف مصری غلام اوست" حشو متوسط ہے۔ (بدائع معنوی ختم ہوئے)

## صنائع لفظی

۱۔ صنعت تجنیس۔ یعنے تشابہ دو لفظوں کا تلفظ میں اور تغایر معنے میں۔
صنعت تجنیس کئی قسم ہے۔

۱۔ تجنیس تام۔ وہ یہ کہ دونوں لفظوں کے حروف نوع عدد ہیئت اور ترتیب میں متفق ہوں پھر اگر دونوں لفظ ایک نوع سے ہوں (یعنے دونوں اسم یا فعل یا حرف) تو تجنیس مماثل کہا جائیگا کقولہ تعالیٰ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَۃٍ ۔ ساعۃ اول کے معنے قیامت اور دوسرے کے وقت قلیل اور تشابہ لفظاً موجود ہے۔ ایضاً ؎ ایں یمین مراست جاشہ یمین ؎ واں یسار مراست غیر یسار (یمین اول بمعنے دایاں ہاتھ اور یمین دوم بمعنے قسم۔ یسار اول بایاں ہاتھ اور یسار دوم تونگری)

۲۔ تجنیس مستوفی۔ دو متجانس لفظوں میں ایک فعل ہو اور ایک اسم۔ ؎ مدالت عیش از مدار حرف دارا کہ دید بار گیر بمیرند زادی ؎

(مدار اول اسم مکان ہے اور مدار دوم صیغۂ فعل نہی۔ اور تجنیس لفظاً ظاہر ہے حاجت بیان نہیں)۔
۳۔ تجنیس مرکب۔ دو متجانس لفظوں میں ایک مفرد اور ایک مرکب ہو پس اگر کتابت میں دونوں لفظ موافق ہوں تو اسکو تجنیس مرکب متشابہ کہینگے۔ مثلاً ؎ بدریا بسوز دل خیزران ٭ چو زد بر سمند رشک خیز را
اور اگر کتابت میں دونوں لفظ موافق نہ ہوں تو تجنیس مرکب مفروق کہینگے۔ مثلاً ؎
نہ ہمائی و نیست ظل ہما ٭ جز دو زلف تو دام ظلہما ٭ (ظل ہما اول کا معنے۔ سایۂ ہما۔ اور ظلہما ثانی بمعنے سایۂ ہر دو زلف۔ اور کتابت میں غیر موافق ہیں)۔
۴۔ تجنیس مرفوع۔ ایک جزو ایک کلمہ کی اور دوسری جزو دوسرے کلمہ کی ملانے سے مجانست پیدا ہو ؎

ولا تلہ عن تذکار ذنبک وابکہ ٭ بدمع یضاھی الوبل حال مصابہ
ومثل لعینک الحمام ووقعہ ٭ وروعۃ لقاہ ومطعم صابہ

(لفظ مصابہ اور مطعم صابہ میں تجانس ہے مطعم کا میم ثانی صابہ سے ملا کر پڑھا تو مصابہ ہوا)۔
۵۔ تجنیس محرف۔ دونوں متجانس الفاظ ہیئت حروف میں تو مختلف ہوں لیکن نوع عدد اور ترکیب میں متفق ہوں ؎ از کوئے تو چوں باد بر آشفتم و رفتم ٭ گرد ے ز دل مدعیاں رُفتم و رفتم۔
۶۔ تجنیس ناقص یا زائد۔ وہ ہے کہ کلمہ کے اول یا آخر یا وسط میں کوئی حرف زائد ہو۔ مثال ؎
باشکوہ کوہ حلمت ابر گریاں بر جبال ٭ باوجود جود دستت ابر خنداں بر سحاب ٭ مثال زائد در آخر ؎
کفر است در طریقت ما کینہ داشتن ٭ آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن ٭ مثال زائد در وسط کلمہ ؎
ز مشرق چو کرد برق نو آشکار ٭ خندہ زد اندر ہوا برق او برق وار۔ اور جسکے آخر میں حرف زائد ہو اسکو تجنیس مطرف بھی کہتے ہیں۔ اور اگر آخر میں دو حرف زائد ہوں تو اسکو تجنیس مذیل کہینگے ؎
... کشا۔ و باج از قاہرہ درخواستہ ٭ دامغ اشرار و گرد از دامغاں انگیختہ ٭
۷۔ تجنیس مضارع۔ الفاظ متجانس نوع حروف میں مختلف ہوں لیکن وہ حروف باہم قریب المخرج ہوں۔ یہ حروف کلمہ کے اول ہونگے یا وسط یا آخر میں۔ مثال ہر یک بالترتیب درج ہے ؎ جامی باز ترکِ لبتہ زبان ... طرات میگو بدینت ہر چہ بادشت در بار در طریق مشتاق ٭ راہ میزند مطرب راح میدہد ساقی ٭

ے باطنِ تو حقیقتِ دلِ تست ٭ آنچہ جز باطنِ تو باطل تست ٭

۸۔ تجنیسِ لاحق۔ الفاظ متجانس نوعِ حروف میں مختلف ہوں اور اُن حروف کے باہم بعدِ مخارج ہو پھر یہ حروف کلمہ کے اول ہونگے یا وسط یا آخر میں۔ مثال ہر یک بالترتیب ے کار تو غزو باد و بار تو حق ٭

عرش تو تاج باد و فرش تو کاہ ے ورر وے من زغمزہ کمانہا کشیدہ ٭ بر جانِ من زطرہ کمینہا کشادہ ٭

ے دلِ من ہست زیں بازار بیزار ٭ قسم خواہی بدادار و بدیدار (فاضل طلبا با دنیٰ تامل سمجھ سکتے ہیں)۔

۹۔ تجنیس قلبِ کل۔ وہ کہ حروف کلمہ کے بالترتیب مقلوب ہوں۔ مثلاً فتح۔ حتف۔ یا ے مرد حق را درم زرہ نبرد ٭ رام او را نمیگزد ایں مار ٭

۱۰۔ قلب بعض وہ ہے کہ حروفِ کلمہ بلا ترتیب مقلوب ہوں۔ مثلاً عورا تنا۔ روعاتنا۔ یا ے اوراست طریقِ بت شکستن ٭ از آذر آرزو گسستن ٭

۱۱۔ قلب مجنح۔ وہ کہ دو متجانس لفظوں میں قلب ہو جو ایک مصرعہ اول میں اور دوسرا مصرعہ ثانی میں واقع ہو ے رام شد دل بآں بتِ طرار ٭ لبش افسون گراست و زلفش مار ٭

۱۲۔ مقلوب مستوی وہ ہے کہ تمام حروف بیت کو قلب کرنے سے پھر وہی بیت بنجاوے اور مقلوب مستوی تین طرح پر آتا ہے۔ اوّل یہ کہ بیت کے ایک مصرعہ کے قلب کرنے سے دوسرا مصرعہ بنجاوے۔ جیسے (ارانا الالہ ٭ ہلالہ نارا)۔ دوئم یہ کہ قلب ایک مصرعہ سے بعینہٖ وہی مصرعہ حاصل ہو جیسے ے شکر بترازوے وزارت برکش ٭ شو ہمرہ بلبل بلب ہر مہوش ٭ سوم یہ کہ قلب بیت سے بعینہٖ پورا بیت بنجاوے ے مودتہ تدوم لکل ہول ٭ وہل کل مودتہ تدوم ٭ وقولہ تعالی۔ رَبَّكَ فَكَبِّرْ۔ كُلٌّ فِي فَلَكٍ۔ "مرادے دارم۔ برآید یارب"۔

۱۳۔ تجنیس مکرر یا مزدوج یا مردود۔ وہ کہ دو متجانس الفاظ لے آئیں خواہ کسی قسم کی تجنیس ہوں۔ مثلاً من طلب شیئاً وجد وجدّ ومن قرع باباً ولج ولجّ +

۱۴۔ تجنیس خطی۔ یہ کہ دو لفظ کتابت میں ایک صورت سے لکھے جائیں۔ کقولہ تعالی ھو یطعمنی ویسقین واذا مرضت فھو یشفین ے خلق از زباں سرایردہ ٭ زخمہا خوردہ رحمہا کردہ ٭

مکتوب یا فرق واقع ہو۔

(۵) اشتقاق اور شبہ اشتقاق بھی تجنیس کے ساتھ ملحق ہیں۔ اشتقاق وہ ہے کہ دونوں لفظ ایک ہی مادہ سے اور اصل معنی اور حروف میں موافق و متفق ہوں۔ جیسے فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ۔ مثنوی خیس نیند کہ اہل سخن با من قرآن کنند و قربان من نمیند ؛ (آیت میں اَقِم و قیّم اور شعر میں قرآن و قربان مقصود بالذات ہیں)

شبہ اشتقاق وہ ہے کہ دونوں لفظ ایک دوسرے کے متشابہ تو ہوں لیکن مادہ الگ الگ ہو کقولہ تعالیٰ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُم مِّنَ الْقَالِينَ۔ گر بترسی زنا فتِ دوزخ ؛ از رہِ طاعتِ خدا سے متاب ؛

تجنیس کی ایک قسم وہ ہے جو اشارہ سے حاصل ہو۔ جیسے حُلِقَتْ لِحْيَةُ مُوسَىٰ بِاسْمِهِ وَبِهَارُونَ إِذَا قُلِبَا (موسیٰ کی ڈاڑھی استرہ کے ساتھ مونڈی گئی) موسیٰ آدمی کا نام ہے اور عربی میں استرہ کو بھی کہتے ہیں یہ تجنیس تام ہے۔ اور ہارون کا الٹ نورہ ہوا جو تجنیس قلب ہے)۔

۲۔ صنعت ردّ العجز علی الصدر۔ بیت کے مصرعہ اول کی پہلی جزو کو صدر اور آخر کو عروض اور مصرعہ دوم کی جزو اول کو ابتدا اور آخر کو ضرب یا عجز کہتے ہیں۔ پس یہ صنعت چار قسم کی آئے گی اور ہر قسم تین نوع پر منقسم۔

قسم اول سے نوع اول۔ یہ کہ جو لفظ صدر بیت میں مذکور ہو عجز میں بھی اسی کا اعادہ کریں۔ جیسے ؎

سریع الی ابن العم یلطم وجہہ ؛ ولیس الی داعی الندی بسریع۔

قسم اول سے نوع دوم۔ یہ کہ عجز میں بطور تجنیس کے ذکر کریں ؎ یگانہ زمانہ نشدستی ولیکن ؛ نشد ہیچکس از زمانہ یگانہ ؛

قسم اول سے نوع سوم۔ یہ کہ عجز میں بطریق اشتقاق یا شبہ اشتقاق کے ذکر کریں ؎

بکوشش گشت قدرِ ہر کسے در پیش یار افزوں ؛ من مسکیں زبوں تر میشوم ہر چند میکوشم

قسم دوم ردّ العجز علی الصدر۔ یہ کہ جو لفظ پہلے مصرعہ کے حشو میں واقع ہو اسکو عجز میں ذکر کریں۔ انہی تینوں نوع سے جو اوپر ذکر ہوئیں (بتکرار بعینہٖ یا بہ تجنیس یا بہ اشتقاق یا شبہ اشتقاق)۔

قسم دوم سے نوع اول۔ ؎ مارا کہ کند مسلم آنجا کہ ؛ خورشید نمی شود مسلّم۔

قسم دوم سے نوع دوم۔ واذا البلابل افصحت بلغاتہا ؛ فانف البلابل باحتساء بلابل ؛
(جمع بلبل شہور پرند) (جمع بلبال۔ غم و اندوہ) (جمع بلبلہ صراحی شراب)

(بلابل اول جمع بلبل۔ ثانی جمع بلبال بمعنے غم و اندوہ۔ ثالث جمع بلبلہ بمعنی ابریق شراب۔ یعنی جب بلبلیں

نصاحت سے نواسنجیاں کریں نو تم صراحی سے شراب ڈالکر غم غلط کرو ؎

یوسف ماست بیازار کنوں جلوہ فروش ؛ زاہد از گوشۂ خلوت دل خود را بازآر

قسم دوم سے نوع سوم۔ ؎ زبانِ بستہ را دستی است درکار ؛ دہانِ نکتہ گیراں را بیہ بندو۔

قسم سوم ردّ العجز علے الصدر۔ یہ کہ جو لفظ عروض میں واقع ہو عجز میں بھی ذکر کریں۔ انہی مذکورہ بالا ہر سہ نوع کے مطابق (بہ تکرار یا بہ تجنیس یا بہ اشتقاق)

قسم سوم سے نوع اول۔ ؎ ومن کان بالبیض الکواعب مُغرما ؛ فما زلتُ بالبیض القواضب مُغرما

قسم سوم سے نوع دوم۔ ؎ در عاشقی و دلبری اے دلبر شیریں ؛ من رنجہ چو فرہاد م و تو طرفہ چو شیریں۔

قسم سوم سے نوع سوم ؎ مہابت فتنہ و منوم ظلم ؛ دولت حی لاینام تو باد۔

قسم چہارم رد العجز علے الصدر۔ یعنی جو لفظ ابتدا (جزو اول) مصرعہ ثانی میں واقع ہو وہی عجز میں بھی لاویں مندرجہ بالا ہر سہ نوع کے مطابق (تکرار۔ تجنیس۔ اشتقاق)۔

قسم چہارم سے نوع اول۔ ؎ من غم زہر جاں خورم ایشاں زبہر ناں ؛ آرے ہموم خلق بقدر ہمم نہند ؛

قسم چہارم سے نوع دوم۔ ؎ دل از ہوات نبرم اگرچہ رنج دلی ؛ سر از وفات نپیچم اگرچہ دردسری ؛

قسم چہارم سے نوع سوم۔ ؎ علی اللہ زبد دوراں علی للہ ؛ تبرّا از خدا دوراں تبرّا ؛

۲۳ صنعتِ لزوم مالا یلزم۔ اس صنعت کا تعلق قافیہ سے ہے اسطرح پر کہ قبل حرف روی یا اسکے حکم میں جو حروف ہوں فواصل سے ایک حرف کا التزام معین کرلیں کقولہ تعالیٰ فَاَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ۔ یہاں حرف ہ قبل ر کو جو بمنزلہ روی کے ہے التزام کیا۔

اور لزوم کے قبیل سے ہے منقوط۔ غیر منقوط و رقطا و خیفا۔

منقوط۔ جملہ حروف بیت نقطہ دار ہوں ؎ بخشش فیض بینی زین جشن ؛ بنبش غیظ نہ بینی زین جشن ؛

غیر منقوط۔ جملہ حروف بے نقطہ ہوں ؎ کحل مردم کرد راہ لدل رہوار او ؛ مہر و مہ را درک ہموارہ دارد سر سیاہ ؛

رقطا۔ وہ کہ ہر کلمہ میں ایک حرف نقطہ دار اور ایک بے نقطہ ترتیب وار لائیں۔ جیسے ؎

زلف سیہ تو جان من دزدیدے ؛ اے دزد ندیدیم چو تو جاں دزدی

خیفاء وہ کہ ایک کلمہ منقوط اور دوسرا غیر منقوط بالترتیب لائیں سے علم بینش دہ ہنر بین دل را؛ روح جنبش دہ ہمہ گل
اور لزوم کے قبیل سے ہے مقطع اور موصل۔ مقطع وہ کہ کتابت میں جملہ حروف الگ الگ لکھے جائیں سے
پنج زر دو دارم زدوری آں در؛ زدہ داغ دردم ورود دل آذر؛ اور موصل وہ کہ جملہ حروف ملا کر لکھے جائیں
(دو دو۔ تین تین۔ چار چار۔ پانچ پانچ۔) مثال دو حرفہ سے چو من کل ستکو شب فرقت تو؛ مرد کہ باشد بدیگو نہ لاغر؛
سہ حرفہ سے خطت خضر جد بخت مشک تبت؛ تنت سیم لعل لبت تنگ شکر؛ چار حرفہ سے بجنت نعیم مقیم محبت؛
بہشت مخلد نصیب محقر؛ پنج حرفہ بلبہا مسیحی بگفتن فصیحی؛ بطلعت صبیحی بگیسو معنبر؛

۴۔ صنعت سجع۔ امام سکاکیؒ لکھتے ہیں کہ سجع نثر میں ایسا ہے جیسا قافیہ شعر میں۔ سجع نظم اور نثر دونوں میں آتا ہے اور وہ تین قسم ہے۔ مطرف۔ متوازی۔ موازنہ۔ سجع مطرف یہ کہ نثر کے دو فقروں کا آخری کلمہ وزن (عروضی) میں مختلف، اور روی میں متفق ہو۔ مثال نثر قولہ تعالیٰ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلّٰهِ وَقَارًا۔ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا۔ مثال نظم سے شیر یزداں چو برکشادے چنگ؛ روبہا موں شدے چو پشت پلنگ؛

سجع متوازی۔ وہ کہ نثر کے دو فقروں کا آخری کلمہ وزن اور روی دونوں میں موافق ہو۔ کقولہ تعالیٰ فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ۔ نظم سے خبر از تیغ او خراشیدہ؛ سیر آبش ہمہ سراب شدہ؛

ترصیع یہ کہ مصرعہ نظم یا نثر کے دونوں فقروں کے تمام الفاظ برسبیل تقابل متحد الوزن والقوافی لائے جائیں جیسے فھو یطبع الاسجاع بجواھر لفظه ویقرع الاسماع بزواجر وعظه۔ وھکذا فی النظم۔

سجع موازنہ۔ نثر کے دو فقروں کا آخری کلمہ وزن میں متحد اور روی میں مختلف ہو کقولہ تعالیٰ وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ۔ اور موازنہ نظم میں مستعمل نہیں کیونکہ نظم میں آخری کلمہ مقفی ہونا ضروری ہے جو یہاں نہیں

ترصیع موازنہ کی ایک قسم ہے وہ یہ کہ تمام الفاظ دو مصرعوں نظم یا دو فقروں نثر کے برسبیل تقابل وزن میں متحد اور روی میں مختلف لائے جائیں۔ کقولہ تعالیٰ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ سے رشک نظم من خورد حسان ثابت را جگر؛ دست نثر من زند سحبان وائل را قفا؛
(امام سکاکی نے اس نوع کو داخل ترصیع کیا ہے لیکن دراصل اسمیں اور ترصیع میں وزن اور قافیہ دونوں کا اتحاد مشروط ہے اور اس میں اتحاد قافیہ مفقود)۔

شعرائے عجم مسجع اُس نظم کو کہتے ہیں جو قصیدہ یا نظم کے ہر بیت میں ہو۔ جیسے ؎ آں مہ نگر کز تابِ او خورشید پیدا آمدہ ٭
بر برگِ گل افگندہ خوا از سیر گلزار آمدہ ٭ شوریدگان سر بکف در دیدہ نم در سینہ تف ٭ از بہرِ سو دا بستہ صف یوسف ببازار آمدہ ٭

**۵۔ ذوالقافیتین**۔ اُس شعر کو کہتے ہیں جسکے دو قافئے ہوں۔ ؎ عقل و فرمان کشیدنی باشد ٭ عشق و ایمان چشیدنی باشد ٭ کبھی تین قافئے ہوتے ہیں۔ مثلاً ؎ فیضِ او در عطا سکینۂ روح ٭ فضلِ او در وفا سفینۂ نوح ٭ ذوالقافیتین مع الحاجب۔ یہ کہ ردیف کو دو قافیوں کے درمیان لایا جائے رباعی

اے شاہِ زمیں بر آسماں داری تخت　　　سست است عدو تا تو کماں داری سخت
حملہ سبک آری و گراں داری لخت　　　پیری تو بدانش و جواں داری بخت

**۶۔ متلون** سے مراد وہ نظم ہے جو دو یا کئی بحروں میں پڑھی جائے (مثلاً مثنوی سحرِ حلال اہلی شیرازی)
اے شدہ در خانۂ جاں منزلت ٭ خانۂ جاں یافتہ زاں منزلت ٭ ہلے شدہ مہرِ رخ تو زیں چرخ ٭ چرخ از اں یافتہ در عین چرخ ٭
شدہ دل و جاں بندۂ روئے حسن ٭ مظہرِ خلق خوش و خوئے حسن ٭ ان ابیات میں ایک بحر سریع مطوی موقوف ہے۔ مُفْتَعِلُنْ مُفْتَعِلُنْ فَاعِلَانْ اور دوسر ا بحر رمل مسدس مقصور فَاعِلَاتُنْ فَاعِلَاتُنْ فَاعِلَانْ

**۷۔ تلمیح**۔ وہ ہے کہ کلام میں کسی واقعہ مشہورہ کیطرف اشارہ ہو یا ایسی چیز کیطرف جو کتب متداولہ میں مذکور ہو ؎ ہر کہ نظارۂ تو شد دست بریدہ میشود ٭ یوسفِ عہدی و جہاں نیم بہائے دی تو ٭ اسمیں زنانِ مصر کے جمالِ یوسفی پر ہاتھ کاٹنے کیطرف اشارہ کیا ہے۔

**۸۔ سیاق الاعداد**۔ یہ کہ کلام میں چند چیز کو بالترتیب یا بلاترتیب ذکر کریں ؎ غم و شادی بکار و بیم و امید و نظر شب و روز آفریں و ماہ و خورشید ٭ یہ شعر مؤلف کے نزدیک صنعتِ جمع پر مشتمل ہے اور شعرائے عجم کے نزدیک سیاق اعداد وہ صنعت ہے کہ جسمیں اعداد بالترتیب یا بلاترتیب مذکور ہوں۔ جیسے ؎

یک دو شد از سہ حرفش چار اصل و پنج شعبہ ٭ شش روز و ہفت اختر نہ قصر و ہشت منظر

**۹۔ تنسیق صفات**۔ کسی موصوف کو متواتر صفات سے ذکر کریں کقولہ تعالیٰ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ۔

**۱۰۔ توشیح**۔ چند ایسے اشعار لکھے جائیں جنکے پہلے حروف جمع کرنے سے کوئی مصرعہ یا نام حاصل ہو۔ جیسے

اردو کے اشعار ذیل سے درد و غم و داغ و جور و رنج فراق ؎ وقف دل بل بے حوصلہ دل کا ؎
سخت تڑپے ہے اب کہوں کس سے ؎ تجھ سوا ہجر میں گلہ دل کا ؎

ہر چہار مصرعوں کے ابتدائی حروف جمع کرنے سے لفظ "دوست" حاصل ہوا۔ اور مشجر۔ مدور۔ مربع وغیرہ بھی صنعتِ توشیح سے ہی ملحق ہیں۔

## علمِ عروض

شعر کی تعریف۔ وہ موزون اور مقفّٰی کلام جو متکلم کے قصد سے صادر ہو بعض کے نزدیک قافیہ شعر کی تعریف میں داخل نہیں۔

علمِ عروض خلیل ابن احمد کی ایجاد ہے جس نے عرب کے اوزانِ شعر کا تتبع کر کے پندرہ بحروں میں تقسیم کیا ہے اور یہ پندرہ بحر صرف دس لفظوں کے ہیر پھیر سے مرکب ہیں۔ ان دس لفظوں کو اصول، افاعیل یا ارکان کہتے ہیں۔ اور وہ دس لفظ یہ ہیں۔ فَعُولُن۔ فَاعِلُن۔ مَفَاعِیلُن۔ فَاعِلَاتُن۔ مُسْتَفْعِلُن۔ مُفَاعَلَتُن۔ مُتَفَاعِلُن۔ مَفْعُولَاتُ۔ فَاعِ لَاتُن۔ مُسْتَفْعِ لُن۔

اصول افاعیل یا ارکان ان تین چیزوں سے مرکب ہوتے ہیں۔ سبب۔ وتد۔ فاصلہ۔ ان تینوں میں ہر ایک کی دو دو قسمیں حسبِ ذیل ہیں:۔

سببِ خفیف۔ یعنی کلمہ دوحرفی۔ حرف دوم ساکن مثلاً فَا۔ سببِ ثقیل یعنی کلمہ دوحرفی ہر دو متحرک۔ مثلاً مُتَ
وتدِ مجموع یعنی کلمہ سہ حرفی آخر ساکن " فَعُو۔ وتدِ مفروق یعنی کلمہ سہ حرفی وسط ساکن " فَاعِ
فاصلہ صغریٰ یعنی کلمہ چار حرفی چہارم ساکن " مُتَفَا۔ فاصلہ کبریٰ یعنی کلمہ پنج حرفی پنجم ساکن "

بحروں کے نام اس قطعہ سے ظاہر ہوتے ہیں ؎ بحور یکہ شعر اندراں منحصر شد ؎ بود شانزدہ نزدِ مردِ سخنداں ؎
طویل و مدید و بسیط است و کامل ؎ دگر وافر انگہ رمل پس ہزج داں ؎ رجز بعد ازاں منسرح با مضارع ؎ سریع و خفیف است مجتث فرو خواں ؎
پس از مقتضب چیست بحرِ تقارب ؎ کزیں قطعہ نامش و وصف و سوز آساں ؎ دگر آنکہ مشتق بود از تدارک ؎ از عکس تقارب پدید آید آساں ؎

آخری شعر کا مطلب یہ ہے کہ ابوالحسن اخفش نے بحرِ تقارب کو الٹ کر ایک سولھواں بحر بنام متدارک بنا دیا ہے۔

# بحروں کے اوزان

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ہزج | مفاعیلن | مفاعیلن | مفاعیلن | مفاعیلن | دو بار |
| ۲ | رجز | مستفعلن | مستفعلن | مستفعلن | مستفعلن | دو بار |
| ۳ | رمل | فاعلاتن | فاعلاتن | فاعلاتن | فاعلاتن | دو بار |
| ۴ | کامل | متفاعلن | متفاعلن | متفاعلن | متفاعلن | دو بار |
| ۵ | وافر | مفاعلتن | مفاعلتن | مفاعلتن | مفاعلتن | دو بار |
| ۶ | متقارب | فعولن | فعولن | فعولن | فعولن | دو بار |
| ۷ | متدارک | فاعلن | فاعلن | فاعلن | فاعلن | دو بار |

(مذکورہ بالا ساتوں بحر ایک ہی رکن سے پیدا ہوتے ہیں)

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۸ | طویل | فعولن | مفاعیلن | فعولن | مفاعیلن | دو بار |
| ۹ | مدید | فاعلاتن | فاعلن | فاعلاتن | فاعلن | دو بار |
| ۱۰ | بسیط | مستفعلن | فاعلن | مستفعلن | فاعلن | دو بار |
| ۱۱ | سریع | مستفعلن | مستفعلن | مفعولات | | دو بار |
| ۱۲ | خفیف | فاعلاتن | مس تفع لن | فاعلاتن | | دو بار |
| ۱۳ | منسرح | مستفعلن | مفعولات | مستفعلن | مفعولات | دو بار |
| ۱۴ | مجتث | مس تفع لن | فاعلاتن | مس تفع لن | فاعلاتن | دو بار |
| ۱۵ | مضارع | مفاعیلن | فاعلاتن | مفاعیلن | فاعلاتن | دو بار |
| ۱۶ | مقتضب | مفعولات | مستفعلن | مفعولات | مستفعلن | دو بار |

(یہ ۹ بحر دو دو رکنوں سے بنتے ہیں)

واضح ہو کہ آٹھ رکن والے بیت کو مثمن، چھ رکن والے کو مسدس اور چار رکن والے کو مربع کہتے ہیں۔ عربی کے شعر مثلث، مثنیٰ اور موحد بھی آئے ہیں۔ مگر فارسی میں اشعار مثمن اور مسدس کے سوا نہیں ملتے۔

پہلے مصرع کے جزو اول کو صدر اور جزو آخر کو عروض کہتے ہیں۔ اور دوسرے مصرع کے جزو اول کو ابتدا، اور جزو آخر کو عجز یا ضرب کہتے ہیں اور درمیانی اجزا کا نام حشو ہے۔

جس بحر کے ارکان میں کوئی تغیر عمل میں نہ آئے اسکو سالم کہتے ہیں اور جسمیں تغیر ہوا ہو اسکو مزاحف۔

**دوائر بحور** واضح ہو کہ بعض بحروں کے افاعیل سے اسباب و اوتاد کی تقدیم و تاخیر کے ذریعہ دوسرے بحر پیدا ہو جاتے ہیں اور اس الفکاک بحور کو بآسانی سمجھانے کے لئے خلیل ابن احمد نے پانچ دائرے وضع کئے ہیں جنمیں م علامت متحرک اور آ علامت ساکن کی قرار دی ہے۔

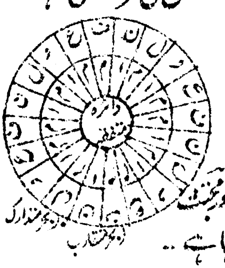


۱۔ دائرہ مختلفہ سے بحر بسیط۔ بحر طویل اور بحر مدید نکلتے ہیں۔

۲۔ دائرہ موتلفہ سے بحر کامل اور بحر وافر نکلتے ہیں۔

۳۔ دائرہ مجتلبہ سے بحر ہزج۔ رجز اور رمل نکلتے ہیں۔

۴۔ دائرہ مشتبہ سے بحر سریع۔ منسرح۔ خفیف۔ مضارع۔ مقتضب و مجتث

۵۔ دائرہ متفقہ سے بحر متقارب اور متدارک نکلتی ہیں مثالاً یہی پانچواں دائرہ درج کیا ہے۔

**زحافات** مذکورہ بالا سولہ بحروں میں مختلف تغیرات عمل میں آتے ہیں جنسے ہر بحر کی کئی کئی قسمیں ہو جاتی ہیں۔ اس قسم کے تغیر کو زحاف کہتے ہیں۔

زحافات بہت سے ہیں۔ مثلاً ضمار۔ عصب۔ وقص۔ خبن۔ طی۔ کف۔ قبض۔ تشعیث۔ قصر۔ قطع۔ قصم۔ عقل۔ نقص۔ کسف۔ تشکیل۔ حذف۔ اخذ۔ اصلم۔ قطف۔ ابتر۔ تسبیغ۔ ترفیل۔ جدع۔ خبب۔ خرم۔ اثلم۔ اثرم۔ اعضب۔ اقصم۔ اجم۔ اشتر۔ اخرب۔ معاقبہ۔ مراقبہ۔ اس بحث کو مفصل دیکھنا ہو تو عروض کا کوئی مستقل رسالہ ملاحظہ کریں۔ مثال کیلئے ایک زحاف کا ذکر کافی ہوگا۔

ایک زحاف کا نام ہے قصر۔ وہ یہ کہ رکن کے آخری حرف کو جو سبب کا جزو ثانی ہو حذف اور ما قبل کو ساکن کیا جائے۔ چنانچہ مَفَاعِیْلُنْ میں مفاعیل۔ اور فاعلاتن میں فاعلات اور فعولن میں فعول ہو جاتا ہے۔

**امثلہ بحر مزاحف** | بحر ہزج مسدس مقصور "الٰہی غنچہ امید بکشا" مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل

بحر متقارب مثمن مقصور۔ "بنام جہاندار جاں آفریں"۔ فعولن فعولن فعولن فعل۔
بحر رمل مسدس مقصور۔ "چوں از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت"۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلات۔ علیٰ ہذا القیاس

**طریقۂ تقطیع**

الٰہی عن مفاعیلن چہ امّی مفاعیلن دبکشاے مفاعیل۔
بنام فعولن جہاندا فعولن رجاں آ فعولن فریں فعول۔
چوں از و گش فاعلاتن تی ہمہ چی فاعلاتن ز از تو گشت فاعلات۔

**رباعی**

واضح ہو کہ رباعی ایک خاص قسم کی چو مصرعہ نظم ہے جسکو ترانہ یا دو بیتی لکھتے ہیں۔ وہ خاص شعرائے عجم کی ایجاد ہے۔ بحر ہزج سے پیدا ہوتی ہے۔ اور تو زحاف اسمیں استعمال ہوتے ہیں۔ مثال رباعی اخرم الصدر والابتدا۔

اے عشق ترا چو من ہزاراں طالب — دیدار ترا یوسف مصری راغب
وز ہجر تو جانم را صد محنت و غم — آں بہ کہ نگردی تو از من غائب

**قافیہ**

سے مراد وہ چند معین حرف ہیں جو ہر مصرع یا ہر بیت کے آخر میں مختلف الفاظ میں مکرر آتے ہیں۔ بقول خلیل قافیہ بیت کے حرف اخیر سے یا حرف اخیر کے ماقبل ساکن اول سے ہوتی ہے اس ساکن کے ماقبل کا حرف متحرک بھی داخل قافیہ ہوتا ہے اور بقول اخفش آخر بیت کا سارا کلمہ داخل قافیہ ہوتا ہے اور بعض حرف روی کو قافیہ سمجھتے ہیں۔
روی قافیہ کی اصل ہے آٹھ حرف اسکے ساتھ ملحق ہوتے ہیں انمیں سے چار (ردف۔ قید۔ تاسیس۔ دخیل) روی سے پہلے آتے ہیں اور چار (وصل۔ خروج۔ مزید۔ نائرہ) روی کے بعد۔ ؎ اے سنائی بقوت ایماں ٭ مدح حیدر بگو پس از عثماں ٭ آں زفضل آفت سر افضول ٭ آں علمدار و علمدار رسول ٭ نشنیدی ز مصطفیٰ تاویل ٭ گشتہ مکشوف بر لسان تنزیل ٭ — بیت اول میں نون روی و الف ردف۔ اور بیت دوم میں لام روی اور واو ردف اور بیت سوم میں لام روی اور یا ردف ہے۔

چونکہ اسکے متعلق بکثرت رسائل موجود ہیں لہذا یہاں اسیقدر کافی ہے۔ عروض و قافیہ کے مشتاق صاحب دوسری جگہ مطالعہ فرما سکتے ہیں ٭ والحمد للہ علی احسانہ ٭ والصلوٰۃ علی نبیہ افضل رحمانہ

# خاتمہ بر دعائے مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات و قاضی الحاجات

کتاب ہذا کے مطالعہ سے استفادہ کرنیوالے اہل علم فضلا صفات فرمائیں و مدارک توفیقات ادا کرینگے لیکن ساجبیت مؤلف کی ناغ منوی کا عبادت سے لئے

ربنا ظلمنا انفسنا

بادشاہا! جرم ما را در گذار ‏ ‏ ما گنہگاریم و تو آمرزگار

تو نکوکاری و ما بد کردہ ایم ‏ ‏ جرم بے اندازہ بیحد کردہ ایم

سالہا در بندِ عصیاں گشتہ ایم ‏ ‏ آخر از کردہ پشیماں گشتہ ایم

دائما در فسق و عصیاں ماندہ ایم ‏ ‏ ہم قرینِ نفس و شیطاں ماندہ ایم

روز و شب اندر معاصی بودہ ایم ‏ ‏ غافل از امر و نواہی بودہ ایم

بے گنہ نگذشت بر ما ساعتے ‏ ‏ با حضوری دل نہ کردم طاعتے

بر در آمد بندۂ بگریختہ ‏ ‏ آبروئے خود ز عصیاں ریختہ

مغفرت دارد امید از لطفِ تو ‏ ‏ زانکہ خود فرمودۂ لا تقنطو

بحرِ الطافِ تو بے پایاں بود ‏ ‏ نا امید از رحمتت شیطاں بود

نفس و شیطاں زد کریما راہِ من ‏ ‏ رحمتت باشد شفاعت خواہِ من

چشم دارم کز گنہ پاکم کنی ‏ ‏ پیش زاں کاندر لحد خاکم کنی

وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین

بلا ورف یہ دعائے مغفرت سعادت کونین و خاتمہ بخیر ہے۔ یہ ابیات یاد کرلیں اور تمام اوقات میں پڑھکر خطا کار مؤلف کیلئے بھی دعا کرلیا کریں کہ بر کریماں کارہا دشوار نیست

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بغیر اجازت خاکسار مؤلف البلاغۃ
ومرتب کنندہ نقشہ ہذا کوئی صاحب کل یا جزو ...

# بیانِ تشبیہ

تشبیہ کہتے ہیں دو چیز کے ایک صفت یا معنے میں مشترک ہونے کو۔ ان دو مشترک المعنے چیزوں کو مشبہ، مشبہ بہ اور معنی مشترک کو وجہ شبہ اور جس مقصد کیلئے یہ اشتراک بیان کیا جاتا ہے اسے غرضِ تشبیہ اور جن حروف کے واسطے تشبیہ دی جاتی انہیں آداتِ تشبیہ کہتے ہیں۔ پس تشبیہ میں ان پانچ چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ مشبہ۔ مشبہ بہ۔ وجہ شبہ۔ غرضِ تشبیہ۔ آداتِ تشبیہ۔ لہذا نقشہ ہذا میں پہلے مشبہ و مشبہ بہ۔ وجہ شبہ اور غرضِ تشبیہ کے انواع دکھائے ہیں اور اسکے بعد اقسامِ تشبیہ۔ وباللہ التوفیق۔

## تشبیہ

### ۱۔ مشبہ و مشبہ بہ (۳ طرح پر ہونگے)

- ۱۔ ہر دو حسی (یہ ۱ قسم ہے)
- ۲۔ ہر دو عقلی (۳ قسم پر)
  - ۱۔ عقلی ـــ ... زندگی ... است
  - ۲۔ متعلق بوجدان ـــ ... عشاق ...
  - ۳۔ وہمی ـــ ...
- ۳۔ حسی و عقلی مخلوط (دو قسم پر)
  - ۱۔ مشبہ حسی، مشبہ بہ عقلی
  - ۲۔ مشبہ حسی، مشبہ عقلی
  - مثال مخلوط ... زلف چوں ...

### ۳۔ وجہ شبہ (دو طرح پر ہے)

- ۱۔ واحد (دو قسم ہے)
  - ۱۔ واحد حسی
  - ۲۔ واحد عقلی
- ۲۔ متعدد (دو قسم ہے)
  - ۱۔ در حکمِ واحد (دو قسم ہے)
    - ۱۔ مرکب حسی (۷ قسم ہے)
    - ۲۔ مرکب عقلی
      - ۱۔ تمام اجزا حسی ـــ اَیْنَ اَیْنَ الْکُؤُوْسُ وَالْاَقْدَاحُ، اَیْنَ اَیْنَ الشُّمُوْسُ وَالْاَقْمَارُ
      - ۲۔ تمام عقلی ـــ تشبیہ بعض مرغوں کی کوے سے تیزی نظر وغیرہ میں۔
      - ۳۔ بعض حسی بعض عقلی ـــ ...
  - ۲۔ خارج از حکمِ واحد

- ۱۔ مشبہ و مشبہ بہ مفرد حسی، وجہ شبہ مرکب حسی ـــ تشبیہ انگور بچشم خروس، استعارت ... وغیرہ میں
- ۲۔ ہر سہ مرکب حسی ـــ ...
- ۳۔ مشبہ مفرد حسی، مشبہ بہ و وجہ شبہ مرکب حسی ـــ مثلاً الشمس کالمرآۃ فی کف الاشل
- ۴۔ مشبہ بہ مفرد، و مشبہ و وجہ شبہ مرکب ـــ مثلاً ... آہن ... چشم دشمن

- ۱۔ مبصرات ـــ ...
- ۲۔ مسموعات ـــ ...
- ۳۔ مشمومات ـــ ...
- ۴۔ مذوقات ـــ ...
- ۵۔ ملموسات ـــ ...
- ۶۔ حسیات ـــ ...

### ۴۔ غرضِ تشبیہ (دو طرح پر ہوگی)

- ۱۔ راجع بمشبہ (یہ ۶ قسم پر آئیگی)
  - ۱۔ بیان امکان جو مشبہ سے ...
  - ۲۔ بیان حالِ مشبہ ـــ ...
  - ۳۔ مقدارِ حالِ مشبہ ـــ ...
  - ۴۔ تقریرِ حالِ مشبہ ـــ ...
  - ۵۔ تزئینِ مشبہ در نظرِ سامع ـــ ...
  - ۶۔ مذمت و تقبیح مشبہ ـــ ...
- ۲۔ راجع بمشبہ بہ (یہ دو طرح ہے)
  - ۱۔ جو وجہ شبہ میں ناقص ہو اسکو مشبہ بہ بنانا
  - ۲۔ جسکی شان کا اہتمام مد نظر ہو اسکو مشبہ بہ بنانا

### ۵۔ آداتِ تشبیہ

عربی میں حروفِ تشبیہ ک یا کاَنَّ وغیرہ ہیں۔

اور فارسی میں آدات (حروفِ) تشبیہ مانند۔ چوں۔ برنگ۔ بسان۔ گوئی۔ گوئیا۔ وغیرہ۔ شعرائے عجم ان الفاظ کے قائم مقام بعض عبارتیں بھی لایا کرتے ہیں۔ مثلاً ـــ

بوے یارِ من ازیں سست وفا می آید
گلم از دست بگیرید کہ از کار شدم

مقصودِ تشبیہ سے یار کو گل بتانا ہے۔ اور "بوئے یار آمد" بجائے آداتِ تشبیہ مذکور ہوا۔

## اقسامِ تشبیہ

### ۱۔ بلحاظ مشبہ و مشبہ بہ

- ۱۔ ہر دو مفرد غیر مقید ـــ ...
- ۲۔ ہر دو مفرد مقید ـــ ...
- ۳۔ ایک مفرد مقید دوسرا مفرد غیر مقید ـــ رخسارہ ... گلستان ...
- ۴۔ ہر دو مرکب ـــ ...
- ۵۔ ایک مفرد ایک مرکب ـــ ...
- ۶۔ ہر دو متعدد (۲ قسم ہے)
  - ۱۔ ملفوف ـــ ...
  - ۲۔ مفروق
- ۷۔ ایک واحد ایک متعدد (۲ قسم ہے)
  - ۱۔ جمع (مشبہ واحد مشبہ بہ متعدد) ـــ ...
  - ۲۔ تسویہ ـــ ...

### ۲۔ بہ اعتبار وجہ شبہ (۶ قسم)

- ۱۔ تمثیلی (وجہ شبہ چند چیزوں سے منتزع ہو) ـــ ...
- ۲۔ غیر تمثیلی (وجہ شبہ واحد ہو یا متعدد و ذکر مرکب)
- ۳۔ مجمل (جو وجہ شبہ غیر مذکور یا مخفی ہو)
  - وجہ شبہ ظاہر ہو پر غیر مذکور
  - وجہ شبہ خفی
- ۴۔ مفصل (جو وجہ شبہ یا مستلزم وجہ شبہ مذکور ہو) ـــ ...
- ۵۔ قریب مبتذل ـــ ...
- ۶۔ بعید غریب ـــ ...

### ۳۔ بہ اعتبار غرضِ تشبیہ

- ۱۔ مقبول وہ جو کہ فائدہ غرض میں تام ہو۔
- ۲۔ مردود وہ جو کہ فائدہ غرض ... ہو۔

### ۴۔ بہ اعتبار آداتِ تشبیہ

- ۱۔ مؤکد (آداتِ تشبیہ کو حذف کریں)
- ۲۔ مرسل (آداتِ تشبیہ کو حذف کرکے مشبہ کو مشبہ بہ کی طرف اضافت کریں)

### ۵۔ بہ اعتبار قوت و ضعف (کئی قسم ہے)

بدیں مجال ... البلاغۃ ... نقشہ ہذا ... اضافہ ... قبول افتد زہے عز و شرف۔

# کلمہ باعتبار معنے دو قسم ہے

## (۱) حقیقت (اور حقیقت ۳ قسم ہے)

- لغوی — حقیقت لغوی
- شرعی — (حقیقت شرعی)
- عرفی — (حقیقت عرفی)

## (۲) مجاز (حقیقت کی طرح مجاز بھی لغوی، شرعی، عرفی آتا ہے)

### (۱) مجاز مرسل

اور مجاز مرسل کی یہ قسمیں ہیں:

1. تسمیہ کل باسم جزو
2. تسمیہ جزو باسم کل
3. تسمیہ مسبب باسم سبب
4. تسمیہ سبب باسم مسبب
5. تسمیہ شے باسم گزرے زمانے کی حالت باعتبار
6. تسمیہ شے باسم آئندہ زمانے مستقبل کی حالت
7. تسمیہ محل باسم حال
8. تسمیہ شے باسم آلہ

### (۲) استعارہ

#### (۱) استعارہ مصرحہ

استعارہ مصرحہ ۵ قسم ہے:

1. باعتبار طرفین (مستعار لہ و مستعار منہ) یہ دو قسم پر ہے:
   - (۱) وفاقیہ (مستعار لہ و مستعار منہ کا شخص واحد میں جمع ہونا)
   - (۲) عنادیہ (عکس وفاقیہ) — جس شخص کے آثار جملہ باقی ہوں اُسے زندہ سے استعارہ کرنا
2. باعتبار وجہ جامع (چار قسم پر ہے):
   1. وجہ جامع داخل طرفین ہو
   2. وجہ جامع مفہوم طرفین سے خارج ہو
   3. وجہ جامع ظاہر ہو
   4. وجہ جامع مخفی ہو (...) — (مراق بمعنی ہچکی)
3. باعتبار ہر سہ (... قسم ہے):
   1. ہر سہ حسی (مستعار لہ، مستعار منہ، وجہ جامع)
   2. طرفین حسی اور وجہ جامع عقلی — ...اور وجہ جامع ترتب ہے بر دیگرے
   3. مستعار لہ حسی، مستعار منہ و وجہ جامع عقلی — تلوار کو موت سے استعارہ کیا اور وجہ جامع فنا ہے
   4. مستعار منہ حسی، مستعار لہ و وجہ جامع عقلی — ...اور وجہ جامع تبیہ اور مستعدی ہے
   5. ہر سہ عقلی — جیسے نیند کو موت سے استعارہ کریں اور وجہ جامع موت اور نیند میں بیخبری ہے
   6. مستعار لہ و مستعار منہ حسی اور وجہ جامع کے بعض اجزا عقلی اور بعض حسی — ...آدمی کو حسن و خوبی میں آفتاب سے استعارہ کریں
4. باعتبار لفظ مستعار (دو قسم ہے):
   - (۱) اصلیہ (لفظ مستعار اسم جنس ہو) — جیسے لفظ اسد برائے مرد شجاع، یا لفظ گل برائے رخسارہ
   - (۲) تبعیہ (لفظ مستعار فعل یا مشتق یا حرف ہو) — مثلاً الحال ناطقة بكذا یعنی دالة
5. باعتبار تجرید و ترشیح (۳ قسم ہیں):
   1. استعارہ مطلقہ (صفات طرفین ذکر نہ ہوں) — ...زلف کو عقرب جرارہ سے استعارہ کیا اور مستعار لہ و مستعار منہ کے ملائمات کسی کا ذکر نہیں کیا
   2. مجردہ (صرف مستعار لہ کے صفات مذکور ہوں)
   3. مرشحہ (صرف مستعار منہ کے صفات مذکور ہوں)

#### (۲) استعارہ بالکنایہ

عکس استعارہ مصرحہ کا اور یہ ۳ قسم ہے۔

## کنایہ

1. مقصود کنایہ سے ذات موصوف ہو
   - قریب (ایسی صفت کو بیان جو کسی خاص موصوف سے متعلق ہو اور اس صفت سے موصوف ہو) — جس چیز کو آفتاب نے کوہ و کان سے انگیختہ کیا وہ جواہر ہیں
   - بعید (چند اوصاف جو من حیث المجموع کسی موصوف سے مختص ہوں اور اس مجموعہ سے مراد ذات موصوف ہو) — ...آدمی ہیں یہاں موصوف آدمی ہوا
2. مقصود از کنایہ اوصاف میں سے کوئی صفت ہو
   - قریب (یعنی انتقال لازم کا ساتھ ملزوم کے بے واسطہ ہو)
     - کنایہ واضح ہو — جیسے طویل النجاد کنایہ ہے طویل القامة سے — ...نگندہ سر کنایہ ہے خجل ہونے سے
     - کنایہ مخفی ہو — جیسے عریض القفا کنایہ ہے ابلہ سے
   - بعید (وہ یہ کہ انتقال لازم کا ساتھ ملزوم کے کسی واسطہ سے ہو) — جیسے مہمان نواز کو کثیر الرماد کہتے ہیں — سر کیسہ بہ برگ گندنا بستن کنایہ ہے اس سے کہ سخاوت کے لیے بالکل تیار ہے
3. مقصود کنایہ سے اثبات یا نفی کسی صفت کی موصوف سے ہے — مثلاً إن السماحة والمروءة والندى في قبة ضربت على ابن الحشرج — مراد اس سے ابن حشرج کو سخی ثابت کرنا ہے

کنایہ کبھی بطریق ذیل بھی متفاوت ہوتا ہے:

1. تعریض (مقصود کنایہ سے موصوف غیر مذکور ہو) — مثلاً المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده — اُس شخص کے حق میں جس نے کسی مسلمان کو ستایا ہو
2. تلویح (کنایہ کثیر الوسائط ہو) — جیسے کثیر الرماد سے مراد مہمان نواز
3. رمز (کنایہ کثیر الوسائط نہ ہو مگر لزوم و لازم مخفی ہو) — جیسے عریض القفا سے مراد بیوقوف
4. اشارت (جہاں کثرت وسائط و خفا موجود نہ ہو)

## صنائع بدائع لفظی کے یہاں مجملاً نام لکھدیئے ہیں تاکہ مستحضر فی الذہن ہو جائیں۔ امثلة البلاغة میں ملاحظہ ہوں

**بدائع معنوی:** (۱) صنعت طباق (تضاد و مطابقہ) (۲) صنعت مراعاة النظیر (تناسب، توفیق) (۳) صنعت مشاکلہ (۴) صنعت مزاوجت (۵) صنعت ارصاد (تسہیم) (۶) صنعت عکس (تبدیل) (۷) صنعت رجوع (۸) توریہ (ایہام) (۹) صنعت استخدام (۱۰) لف و نشر (۱۱) صنعت جمع (۱۲) صنعت تفریق (۱۳) صنعت تقسیم (۱۴) جمع و تفریق (۱۵) صنعت جمع و تقسیم (۱۶) صنعت جمع، تفریق، تقسیم (۱۷) صنعت تجرید (۱۸) مبالغہ مقبول (۱۹) مذہب کلامی (۲۰) صنعت مذہب کلامی (۲۱) تاکید المدح بما یشبہ الذم (۲۲) تاکید الذم بما یشبہ المدح (۲۳) صنعت استتباع (۲۴) صنعت ادماج (۲۵) صنعت توجیہ (محتمل الضدین) (۲۶) الہزل الذی یراد بہ الجد (۲۷) تجاہل عارفانہ (۲۸) قول بالموجب (۲۹) اطراد (۳۰) تعجب (۳۱) اعتراض (حشو)۔

**صنائع لفظی:** (۱) صنعت تجنیس (۲) صنعت رد العجز علی الصدر (۳) صنعت لزوم ما لا یلزم (۴) صنعت سجع (۵) صنعت ذو القافیتین (۶) صنعت تلون (۷) صنعت تلمیح (۸) سیاق الاعداد (۹) تنسیق صفات (۱۰) توشیح

---

**البلاغة** ...

کتاب قاضی حبیب اللہ منشی فاضل مؤلف البلاغة کشمیری بازار لاہور

# اسباب تالیف و طبع البلاغۃ

جن ایام میں میرا ارادہ امتحان دینے کا ہوا اُن دنوں میرا تعلق اخبار "وکیل امرتسر" اور "پیسہ اخبار لاہور" سے تھا۔ علاوہ فرائض وقائع نگاری کے مجھے اخبار کی بعض دیگر اہم خدمات بھی انجام دینی پڑتی تھیں۔ غرض مطلق عدیم الفرصت تھا اور شوقِ امتحان کا جن ایسا سر پہ سوار ہوا کہ چین نہ لینے دے! اور یہ شوق ایک حد تک جائز بھی تھا کیونکہ باوجود شب و روز علمی خدمات انجام دیتے رہنے کے بھی آجکل یونیورسٹی کی سند حاصل کئے بغیر کوئی شخص خود کو تعلیم یافتہ جماعت کی صف میں کھڑا کرنیکا حق نہیں رکھتا۔ عدیم الفرصتی کے باعث میں مکرر سہ کرر کتب امتحان کو نہ دیکھ سکتا تھا۔ لہذا پہلی مرتبہ دیکھتا اور ضروری مضامین اخذ کرتا گیا۔ اگرچہ اس طریق سے ایک مرتبہ کتابیں دیکھنے میں بھی توقع سے زیادہ وقت صرف ہوا مگر مکرر طویل کتب کی ورق گردانی کی حاجت نہ رہی اور "ما یؤخذ" نے کفایت کی۔ چنانچہ امتحان دیا اور بزرگوں کی دعا و فضل خدا شامل حال ہونے سے خلاف توقع کامیاب بھی ہو گیا۔ یہی "ما یؤخذ" البلاغۃ ہے اور یہ اسکا سبب تالیف جن امیدواران امتحان کو ان مضامین منتخبہ کا پتہ لگا انہوں نے نقل کر کے استفادہ کیا لیکن جو انکی نقل لینے سے معذور تھے انہوں نے چھپوانیکا مشورہ دیا۔ مگر ان مضامین کو میں اس قابل نہ سمجھتا تھا لہذا ایسا کرنے سے باز رہا۔ اب جبکہ بعض محسنوں کے تقاضوں نے انکی طبع پر مجبور کر دیا تب میں نے البلاغۃ کا اپنے فاضل و قدیم دوست مولوی محمد حلیم صاحب انصاری رودولوی (منشی فاضل مؤلف و مترجم کتب عدیدہ) کو ملاحظہ کیلئے دیا اور انہوں نے حسب ذیل الفاظ میں مجھے طبع کی جرأت دلائی

..... صاحب ..... سلام مسنون۔ میں نے آپکی کاپی علم معانی و بیان کے متعلق اچھی طرح دیکھی۔ میں یہ کہنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ آپنے "مولوی عالم" "منشی عالم" "مولوی فاضل" اور "منشی فاضل" جماعتوں کے طلبہ کو اس مختصر کاپی کے ذریعہ بڑی بڑی کتابوں کے ازبر کرنے سے بالکل مستغنی بنا دیا ہے۔ اگر وہ آپکی کاپی "البلاغۃ" کو یاد کر لیں یا اسکے مختصر بیان کا مطالعہ کرتے رہیں تو یقیناً وہ امتحان میں علم بیان و بدیع اور بلاغت کے اندر کبھی ناکام نہ ہونگے میرا تجربہ ہے کہ مشرقی علوم کے طلبہ میں اپنی درسی کتب کے متعلق ایسے مفید و مختصر نوٹ یا انکی کوئی تلخیص تیار کرنیکا بہت کم مادہ ہوتا ہے۔ وہ پوری کتاب یاد کرنے کی فضول کوشش کرتے ہیں اور نتیجہ یہ کہ بہت کم کام کر سکتے ہیں۔ آپنے انپر بڑا احسان کیا ہے کہ اپنی دماغ سوزی کا نتیجہ انکو بھی بتا دینے پر آمادگی ظاہر کی اور اس کاپی البلاغۃ کو

چھپوانیکا ارادہ کیا ہے خداوند کریم آپ کو جزائے خیر دے اور طلبہ کو آپکی محنت اور فیاضی سے مستفید ہونیکی توفیق بخشے۔
والسلام المخلص محمد حلیم انصاری ردولوی۔ مترجم عربی۔ نزیل لاہور۔ ۱۹۔ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء "۔

اس کے بعد یہ مسودہ میں نے جناب میرزا محمد نذیر صاحب عرشی (مولوی فاضل ومنشی فاضل ومؤلف کتب متعددہ) مترجم عربی دفتر پیسہ اخبار کی خدمت میں بھیجا جنھوں نے بعد ملاحظہ حسب ذیل الفاظ کے ساتھ واپس کیا:۔
"..... صاحب ..... السلام علیکم۔ میں نے آپکا مسودہ "بلاغت" اول سے آخر تک بڑی غور سے دیکھا میرے خیال میں اس مختصر کے مضامین تشبیہ۔ استعارہ۔ مجاز۔ کنایہ۔ صنائع لفظی وبدائع معنوی از بر کرلینے بعد دوسری کسی کتاب کی بہت کم ضرورت باقی رہجاتی ہے اور امیدوار امتحان کا تو اسکے زیر نظر رکھنے سے یقیناً بیڑا پار ہے۔ اگر عروض وقافیہ کے لئے بھی چند صفحے وقف کردیں تو علم اور اہل علم پر مزید احسان ہوگا۔ والسلام
(الراقم) میرزا محمد نذیر عرشی۔ مترجم عربی دفتر پیسہ اخبار۔ یکم جنوری سنہ ۱۹۱۲ء "۔

چنانچہ امیدواران امتحان کے اصرار اور دوستوں کی حوصلہ افزائی کے اعتبار پر میں نے اسکو عام فائدہ کیلئے طبع کرایا اور یہی اسباب طبع ہوئے۔ میرزا صاحب کا میں زیادہ ممنون ہوں کہ البلاغۃ میں عروض وقافیہ انہی کے مشورہ کا نتیجہ ہے۔

الحمد للہ کہ میری سعی مشکور ہوئی اور محنت ٹھکانے لگی کہ البلاغۃ کو ملاحظہ فرمانیکے بعد فضلائے زمان اور اساتذہ نے اسے نہایت پسند فرمایا اور امیدواران امتحانات کیلئے از بس مفید بتلایا۔ ان بزرگونکی تحریریں تیمناً وتبرکاً درج ذیل ہیں:

## شمس العلماء استاذ العصر حضرت مولانا مولوی محمد عبد الحکیم صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور و رئیس کلانور

میں نے رسالہ علم بلاغت مؤلفہ قاضی حبیب اللہ صاحب منشی فاضل کو مختلف مواضع سے بغور مطالعہ کیا اور سنا۔ اس رسالہ میں مؤلف نے علم بیان (یعنے تشبیہ واستعارہ اور مجاز وکنایہ) وعلم بدیع یعنے صنائع لفظی ومعنوی وفن عروض وقافیہ کو بطریق اختصار بیان کیا ہے اور اختصار ایسا نہیں کہ مخل مطلب ہو بلکہ بخیال سہولت طلبائے محصلین ہر ایک مضمون کی مثالوں سے کامل توضیح کی گئی ہے۔ میری رائے میں یہ رسالہ جو فاضل مؤلف کی فضیلت علمی کا کافی ثبوت ہے امیدواران امتحان منشی فاضل ومولوی فاضل وغیرہ کے لئے نہایت مفید ہے۔ فقط۔ خاکسار محمد عبد الحکیم کلانوری۔ ۱۳ فروری سنہ ۱۹۱۲ء۔

## شمس العلماء استاذ العصر حضرت مولانا مفتی محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی پروفیسر عربی اورینٹل کالج لاہور و ناظم امتحانات فخر العلماء

"میں نے رسالہ البلاغت کو دیکھا۔ میری رائے میں یہ رسالہ اُن تمام باتوں کو جو کتاب حدائق البلاغت وغیرہ میں ہیں قریباً حاوی ہے اسلئے میری رائے میں امیدواران امتحان منشی فاضل وغیرہ کے لئے یہ بہت زیادہ مفید اور کارآمد ہوگا اور انکی امتحانی مشکلات کو بخوبی حل کردے گا۔ مفتی محمد عبد اللہ عفی اللہ عنہ۔ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۱۲ء"

## جناب احمد بابا صاحب مخدومی سابق جنرل سکرٹری و صدر کمیٹی تالیف و طبع و حال سکرٹری کمیٹی اشاعت اسلام انجمن حمایت اسلام لاہور

مندرجہ بالا اساتذۂ عصر کے بعد کچھ لکھنا اگرچہ بیجا جسارت ہے لیکن افادۂ عام کے لئے اسقدر عرض کرنا فرض سمجھتا ہوں کہ البلاغۃ کا سبب تالیف جو مؤلف نے تحریر کیا ہے وہ نبی عربی (فداہ امی وابی) کے پاک فرمان "خیر الناس من ینفع الناس" کی تعمیل ہے۔ یوں تو بیت العلوم (یونیورسٹی پنجاب) سے ہر سال بہتیروں کو حاملان اسناد منشی فاضل مولوی فاضل بننے کا فخر حاصل ہوتا ہے لیکن علم سے خود مستفید ہونا اور دوسروں کو فائدہ پہنچانا ہر ایک کا کام نہیں ہے سچ ہے ہر کسے رسد آنچہ باشد نصیب؛ بقول عرب اَلنَّصِیْبُ یُصِیْبُ؛ ـــ مولوی حالی مرحوم نے لکھا ہے کہ سرسید احمد خان علیہ سحائب الرحمۃ والغفران نے عہدۂ منصفی کا امتحان دینے سے پہلے قوانین دیوانی کا ایک خلاصہ تیار کیا۔ سرسید کا وہ انتخاب ایسا سود مند ثابت ہوا کہ صوبہ بھر میں اسکی اشاعت ہوئی اور بہت سے امیدوار اسکی بدولت منصف بنگئے۔

میرے لائق دوست قاضی حبیب اللہ صاحب کی مہربانی سے البلاغۃ طبع ثانی کی تصحیح کا مجھے موقع ملا اور آغاز سے انجام تک میری نظر سے گذرا۔ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ البلاغۃ کو ازبر کرلینا اس مضمون میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ اور مزید معلومات کے لئے دیگر کتابوں کا مطالعہ مناسب۔

میری ناقص رائے میں یہ رسالہ مدبران و منتظمین "عثمانیہ" اردو یونیورسٹی حیدرآباد دکن "صانہا اللہ عن الشرور و الفتن" کی خاص توجہ اور علم پرور فیاضی کا مستحق ہے۔

ایک عرصہ سے یہ رسالہ کمیاب بلکہ نایاب ہو چلا تھا مگر امیدواران فضیلت علوم مشرقیہ کو مژدہ ہو کہ اب کئی اضافات کے ساتھ البلاغۃ دوبارہ طبع ہوتا ہے۔ استعارہ اور تشبیہ کے دو شجرے جو اس مرتبہ شامل البلاغۃ کئے گئے ہیں وہ اپنے اپنے موضوع کا آئینہ ہیں اور چند گھنٹوں میں یاد ہوسکتے ہیں وہ محض میرے اصرار کا نتیجہ ہیں جو قاضی صاحب کے انکار پر غالب آیا۔ لہذا میں بھی کلمۂ خیر سے یاد کیا جاؤں بقول مشہور الساعی فی الخیر کفاعلہ

اس زمانہ کے مصارف طبع و گرانی کاغذ اور مضامین البلاغۃ میں اضافہ اور دماغی محنت کی نسبت اس کی قیمت ارزاں ہے۔ رہائی امیدواران امتحان منشی فاضل و مولوی فاضل کی فیاض طبعی پر منحصر ہے۔

دستخط۔ احمد بابا مخدومی لاہوری۔ ۳۰۔ اپریل سنہ ۱۹۱۹ء

# التماس مؤلف

البلاغۃ جب پہلی مرتبہ چھپی تھی تو اساتذہ عصر شمس العلماء مولٰنا محمد عبد الحکیم صاحب و شمس العلماء مولٰنا مفتی محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی پروفیسران فارسی و عربی اورینٹل کالج لاہور نے نیز بعض دیگر فضلاء و کہنہ قلم ارباب تالیف و تصنیف نے بھی نہایت امید افزا الفاظ میں اسپر تقاریظ لکھیں مگر یہ یقین نہ تھا کہ طبقۂ فضلاء میں اسے اسقدر مقبولیت حاصل ہوگی۔ لیکن الحمد للہ کہ چھپی اور ہاتھوں ہاتھ نکل گئی اور میرے پاس ایک نسخہ بھی مکمل نہ بچ سکا۔

خاکسار مؤلف کے لئے اس سے بڑھکر خوشی و مسرت کیا ہوسکتی ہے کہ منبع علم و فضل بغداد شریف میں البلاغۃ پڑھی جائے اور وہاں سے لکھا ہوا آئے کہ "یہ فاضل طلباء پر آپ کے کرم کا نتیجہ ہے" البلاغۃ کی اس عالمگیر مقبولیت اور ضرورت نے مجھے دوبارہ اسکے چھپوانے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ دس بارہ صفحوں کا مضمون بصورت دو نقشوں تشبیہ و استعارہ کے اضافہ کر کے شامل کتاب کیا گیا۔ جب کاپیاں لکھی جا چکی تھیں تو ہمارے علم دوست بزرگ جناب احمد بابا صاحب مخدومی سابق جنرل سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور نے بڑے شوق و تپاک سے فرمایا کہ "یہ کاپیاں بغرض تصحیح میں پڑھتا ہوں" بعد قرأت جو کچھ انہوں نے فرمایا وہ انکے نام کے تحت میں صفحہ ۳۹ پر درج ہے۔ اور یہ الفاظ بالخصوص قابل ملاحظہ ہیں "میری ناقص رائے میں یہ رسالہ مدبران و منتظمین عثمانیہ اردو یونیورسٹی حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشرور و الفتن کی خاص توجہ اور علم پرور فیاضی کا مستحق ہے" — (مؤلف)

البلاغۃ کی طبع اول کے وقت کاغذ کا نرخ ۲ فی پونڈ تھا۔ اب ۹ اور ۱۰ فی پونڈ ہے باوجود اسکے بہت اضافہ مضمون کیا گیا اور قیمت صرف ۸ علاوہ محصول ڈاک۔

خاکسار

شب برات شعبان

قاضی حبیب اللہ منشی فاضل کشمیری بازار لاہور

ارباب فرمائش بذریعہ وی پی بھیجنے کی تکلیف نہ دیں جسقدر نسخے البلاغۃ کے درکار ہوں ۸ فی نسخہ کے حساب علاوہ محصول ڈاک